یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پا کستان

شہادتِ صادقین
مہدی حسن واعظ

تفصیلات

نام کتاب: شہادتِ صادقینؑ

مصنف: مہدی حسن واعظ محلہ جعفر آباد

ناشر: امیر بکڈپو متصل روضۂ حضرت قاسمؑ جلال پور فیض آباد

سن اشاعت: سنہ ۱۹۹ ء

تعداد اشاعت: ایک ہزار

کتابت: مولوی رئیس حیدر مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

قیمت: ۳۵ روپے

ملنے کے پتے

۱ تنظیم جعفری۔ محلہ جعفر آباد جلالپور فیض آباد - یو۔پی

۲ خاندار بکڈپو نہرو کراس رکاب گنج لکھنؤ

۳ ادارۂ میثمِ تمار قاضی پورہ بہرائچ یو پی

۴ امیر بکڈپو متصل روضۂ حضرت قاسمؑ جلالپور فیض آباد

چند نایاب کتب

۱ آثار قرآن زیر طبع
تین ہزار سے زائد دعاوں کا مجموعہ
عارف کسٹوائی

۲ حضرت محمد و آل محمد کی معرفت
نورانیت کے ساتھ: قیمت ۱۵ روپے

۳؍ تحفۃ المومنین دعاؤں کا مجموعہ
قیمت ۱۵؍ روپے

۴؍ صدی اللعالمین مؤلف انعام محمد
قیمت: ۱۵۰؍ روپے

۵؍ سب سے اچھا کس کا دن
قیمت: ۲۵؍ روپے

۶؍ سفینۂ نجات نعت منقبت
قیمت ۱۲؍ روپے

۷؍ شہادت صادقین
قیمت ۳۲؍ روپے

۸؍ نایاب دعائیں
مؤلف: مولانا یوشع فیضی صاحب قبلہ
ہدیہ: دس روپے

۹؍ مشیمی دائمی کلنڈر چار رنگوں میں
ہدیہ: ۷؍ روپے

۱۰؍ ضمیمہ قرآن مجید
مولانا مقبول احمد صاحب مرحوم
ہدیہ:

۱۱؍ تہذیب الاسلام۔ ہدیہ: ۱۲۰؍ روپے

۱۲؍ نہج البلاغہ ہندی زیر طبع

۱۳؍ تحفۃ العوام ہندی: زیر طبع

۱۴؍ منازل آخرت: ۳۵؍ روپے

۱۵؍ اسلام اور جنسیات ۳۵؍ روپے
اردو، ہندی

۱۶؍ جامع الاخبار اردو: زیر طبع

مجلس ۱

شہادت حضرت علیؑ

أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ۔ یا علی اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ ۔ سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہے ۔ مرسل اعظمؐ نے یہ کہہ کر علیؑ کی عظیم فضیلت بیان فرمائی ہے ۔ اس لئے کہ سر نہ ہو تو جسم مردہ ہو جاتا ہے ۔ مگر افسوس کہ جس آقا کے لئے سرور کائنات نے یہ حدیث پیش فرمائی امت نے اس کی قدر نہیں کی ۔

اور نہروان کی جنگ کے بعد خارجیوں کا گروہ حضرت کے خون کا پیاسا ہو گیا اس سلسلہ سے ابن ملجم کوفہ آیا یہاں اس کی نظر قطامہ ملعونہ پر پڑی جو حسین اور خوبصورت تھی قطامہ کے بھائی کو جنگ نہروان میں حضرت علیؑ کی فوج نے قتل کر دیا تھا ۔ ابن ملجم قطامہ کو دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گیا اور اس سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا قطامہ ملعونہ کہتی ہے کہ میں تم سے شادی کے لئے تیار ہوں ۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم میرا مہر ادا کرو ۔ میرے مہر میں خاص طور سے علیؑ ابن ابی طالب کا قتل بھی ہے ۔ ابن ملجم

نے کہا مجھے منظور ہے ۔ ابن ملجم کا حوصلہ بڑھ گیا اس لئے کہ امیر شام نے علیؑ کے قتل کے لئے جو انعام و اکرام مقرر کیا تھا وہی کیا کم تھا کہ اب قطامہ جیسی حسین عورت بھی قتل علیؑ کی محرک بن گئی ۔ اس فیصلہ کے بعد روزانہ ابن ملجم تلوار کو زہر میں بجھاتا تھا ۔

ایک دن ابن ملجم زہر میں بجھی ہوئی تلوار لئے ہوئے کوفہ کی راہوں میں گھوم رہا تھا کہ اس کا گذر اس راستے سے ہوا ۔ جہاں حضرت علیؑ میثم تمارؒ کی دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ ابن ملجم منہ پھیر کر نکل گیا ۔ تاکہ مولاؑ کی نظر نہ پڑ جائے ۔ امیر المومنینؑ نے ابن ملجم کو بلوایا اور کہا میثم یہی میرا قاتل ہے جس کی خبر رسولؐ اللہ دے گئے ہیں ۔ میثم نے کہا مولاؑ پھر آپ اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے مولاؑ نے فرمایا میثم جرم سے پہلے بدلہ لینا جائز نہیں ہے ۔ میثم نے کہا مولاؑ پھر اسے کوفہ سے باہر نکلوا دیجئے ۔ امیر المومنین نے فرمایا اے میثمؒ گناہ سے پہلے سزا دینا نہیں چاہئے ۔ راوی کہتا ہے کہ جب ۴۰ھ کا رمضان آیا تو حضرت علیؑ تین لقمہ سے زیادہ کھانا نہ کھاتے تھے اور جب کسی نے پوچھا کہ مولاؑ آپ کی خوراک اس قدر مختصر کیوں ہے فرمایا میں اس لئے اتنا کم کھاتا ہوں کہ خوف ہے کہ کہیں میرے ہمسائے میں کوئی بھوکا نہ سو رہا ہو ۔ اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ پیشِ خدا شکم سیر ہو کر نہ جاؤں مورخین نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ اپنی بیٹی ام کلثومؑ کے یہاں مہمان ہوئے ام کلثومؑ نے افطار کے وقت روٹی کے ساتھ دودھ اور نمک لا کر پیش کیا تو امیر المومنینؑ نے فرمایا بیٹی تجھے معلوم ہے کہ تیرے باپ نے ایک وقت میں دو غذا استعمال نہیں کی ہے ۔ بیٹی جب تک دودھ کا پیالہ نہ اٹھا لو گی تب تک میں افطار نہ کروں گا ۔ یہاں تک

کہ ۱۹ رمضان المبارک کی شب آگئی۔ کائنات کے امیرؑ نے یہ رات بڑی
بے چینی سے گذاری۔ کبھی حجرے میں جاتے تھے اور کبھی حجرے سے باہر آجاتے
تھے۔ یہاں تک کہ جب صبح صادق کا وقت قریب آنے لگا حضرت گھر سے
مسجد کی طرف روانہ ہونے لگے۔ تو گھر میں پلی ہوئی مرغابیوں نے حضرت
کو گھیر لیا اور چلانا شروع کیا یہ آواز سن کر امام حسنؑ قریب آئے تو مولاؑ
نے فرمایا بیٹا حسنؑ تم ان بے زبان جانوروں کا خیال رکھنا ان جانوروں
میں کبھی کوئی بھوکا پیاسا نہ رہ جائے۔ اے بیٹا حسنؑ اگر تم سے ان جانوروں
کے آب و دانہ کا انتظام نہ ہو سکے تو انھیں آزاد کر دینا۔ اس لئے کہ
میں کسی کا بھوکا پیاسا رہنا برداشت نہیں کر سکتا۔

عزادارو۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جس علیؑ سے جانوروں
کا پیاسا رہنا نہ دیکھا جائے۔ اس کی اولاد کو کربلا میں تین دن کا بھوکا پیاسا
رکھا۔ پھر اس کے بعد مسجد میں آئے ابن ملجم اس وقت مسجد میں سو رہا تھا۔ مولا اس
کے قریب آئے۔ اور جگا کر کہا مجھے معلوم ہے کہ آج تیرا کیا ارادہ ہے۔ اور
کیا چیز تم نے چھپا رکھی ہے اس کا بھی مجھے علم ہے۔ اور پھر مولاؑ علی گلدستہ
اذان پر گئے اور اس طرح اذان دی کہ تمام اہل کوفہ نے علیؑ کی یہ آواز اذان
سنی۔ اذان دے کر علیؑ محراب مسجد میں آئے۔ یہاں تک کہ نماز کی
پہلی رکعت پڑھی اور جب پہلے سجدے سے سر اٹھایا تو اس وقت ابن
ملجم نے سر اقدس پر اس زور سے تلوار لگائی کہ سر شگافتہ ہو گیا۔ خون
بہنے لگا حضرت نے فرمایا۔

بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ فزت ورب
الکعبہ۔ مسجد کے دروازے آپس میں ٹکرانے لگے۔ قندیلیں گل ہو گئیں عالم

میں تاریکی پھیل گئی۔ آسمان و زمین کے درمیان قد قتل امیرالمومنین کی آواز بلند
ہونے لگی۔ زینبؑ دوڑی ہوئی امام حسنؑ کے پاس آئیں کہا بھیا جلدی مسجد میں
جا کر بابا کی خبر لو۔ فضا میں قد قتل امیرالمومنین کی آواز گونج رہی ہے
حسنین مسجد میں آئے۔ بابا کو خون میں غلطاں دیکھا امام حسن نے گلیم پر صبح
کی نماز جماعت تمام کی پھر گلیم میں رکھ کر گھر کی طرف چلے۔ دوستوں کا ہجوم تھا۔ لیکن
جب بیت الشرف قریب آیا تو مولاؑ نے فرمایا بیٹا حسنؑ تم اب میرے دوستوں کو
واپس کر دو۔ اس لئے کہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر زینبؑ و کلثوم گریہ کریں
گی اور مجھے یہ گوارہ نہیں کہ میری بیٹیوں کی آواز گریہ نامحرموں کے کان تک
پہونچے ہائے کہاں علیؑ کا یہ اہتمام تھا کہ زینب و ام کلثوم کے رونے کی آواز نامحرموں
کے کان تک نہ پہونچے اور ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ جب اسی کوفہ میں زینب و ام کلثوم
اس طرح سے لائی گئیں کہ سر کھلے ہوئے تھے ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے
تھوڑی دیر کے بعد لوگ ابن ملجم کو گرفتار کر کے علیؑ کے پاس لائے۔ تو مولاؑ نے
فرمایا اے ابن ملجم تو نے مجھ پر تلوار کیوں چلائی کیا میں تیرا اچھا امام نہ تھا
کیا میں تجھ پر مہربان نہ تھا۔ اس کے بعد فرمایا بیٹا حسنؑ یہ تمہارے ہاتھ
میں اسیر ہے اس پر شفقت اور رحم کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت کی خدمت
میں دودھ پیش کیا گیا حضرت نے تھوڑا دودھ نوش فرما کر قاتل کے
کے حوالے کر دیا ۱۹ر اور ۲۰ر رمضان المبارک کا دن بڑی بے چینی سے گذرا
اور جب ۲۱ر رمضان المبارک آئی جسم نڈھال ہونے لگا۔ امام حسنؑ
کو قریب بلایا اسرار امامت تعلیم کئے اور اپنے تمام بیٹوں کو امام حسنؑ کے
سپرد کیا۔ مگر حضرت عباس کا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں نہ دیا۔ ام البنین حضرت
عباس کا ہاتھ پکڑ کر روتی ہوئی امیرالمومنینؑ کے پاس آئیں اور کہا میرے

وارث میرے بیٹے عباسؑ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ سب کو امام حسنؑ کے سپرد کیا
مگر میرے عباسؑ کو چھوڑ دیا یہ سن کر امیرؑ المومنین چیخ مار مار کر رونے لگے اور
امام حسینؑ کو بلا کر عباس کا ہاتھ حسینؑ کے ہاتھ میں دیا۔ کہا بیٹا حسینؑ میرا عباسؑ
تمہارے حوالے ہے یہ کربلا میں تمہارے کام آئے گا اور تمہارا علمدار ہوگا۔

اس کے بعد روح پرواز کر گئی۔ غسل و کفن کے بعد جنازہ لاکر
نجفِ اشرف میں دفن کر دیا۔ پھر حسینؑ بیت الشرف کی طرف روانہ ہوئے تو ایک
ویرانے کی طرف سے گذر ہوا۔ ایک جانب رونے پیٹنے کی آواز بلند ہوئی شہزادے
اس جانب گئے۔ تو دیکھا کہ ایک ضعیف و ناتوان خاک پر پڑا ہے۔ سرہانے
اینٹوں کا تکیہ ہے۔ شہزادوں نے اس کا حال پوچھا اس نے کہا میں ایک
مسکین و غریب و مریض ہوں۔ اور ایک برس سے اس خرابے میں پڑا ہوں
میرے پاس روزانہ ایک شخص آیا کرتا تھا۔ اور میرے سرہانے بیٹھ
کر بڑی محبت سے مجھے کھانا کھلاتا تھا۔ حسینؑ نے کہا تم نے اس کا نام
بھی کبھی پوچھا تھا یا نہیں اس مرد غریب نے کہا میں نے نام بہت دریافت
کیا مگر جب نام پوچھتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ میں ایک مسکین ہوں جو مسکین
کے پاس بیٹھا ہوں۔ میں بھی ایک غریب ہوں جو غریب کے پاس بیٹھا ہوں
یہ سن کر شہزادوں نے فرمایا اے شخص وہ کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے بابا علیؑ
مرتضیٰ تھے۔ اس نے کہا پھر تین روز سے میرے پاس کیوں نہیں آئے حسینؑ
نے فرمایا ایک ظالم نے ان کے سر پر ضربت لگائی کہ وہ شہید ہو گئے۔ ہم ابھی
ابھی دفن کر کے آ رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ چیخ بار مار کر رونے لگا اور
زمین پر لوٹنے لگا۔ اور کہا کہ ہائے افسوس کہ روزانہ جو میری خبر لیتا تھا
وہ میرا مولاؑ امیرالمومنین تھا۔ اس کے بعد کہا شہزادو۔ تمہیں تمہارے

نانا رسول خدا کی اور تمہارے بابا علیؑ مرتضیٰ کی قسم کہ مجھے میرے مولاؑ کی قبر تک
پہونچادو۔ حسینؑ سہارا دے کر اپنے بابا کی قبر پر اسے لائے اس نے قبر امیرالمومنینؑ
پر اپنے کو گرا دیا اور بارگاہ خدا میں عرض کیا خداوندا تجھے واسطہ اس صاحب
قبر کا میری روح قبض کرے خدا نے اس کی دعا قبول کی اور اس کی روح
فوراً پرواز کر گئی۔

نوحہ

(۱)
ابن ملجم نے حیدرؑ کو مارا — روزہ دارو قیامت کے دن ہیں
تم سے چھٹتا ہے مولاؑ تمہارا — روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

(۲)
سونی قبر رسولِ خداؐ ہے — گھر میں زہراؑ کے آہ و بکا ہے
خاک اڑاتا ہے حیدرؑ کا کنبہ — روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

(۳)
آلِ احمدؐ پہ آفت ہے آئی — بیکسوں پر یتیمی ہے چھائی
اٹھ گیا سر سے حیدرؑ کا سایہ — روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

(۴)
کیوں نہ روئیں یہ وہ غم نہیں ہے — شب یہ عاشور سے کم نہیں ہے
خلد میں بھی یہ ماتم ہے برپا — روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

(۵)
گھر میں خالق کے حیدرؑ کو مارا — جانشین پیمبرؐ کو مارا
ہائے سجدے میں حیدرؑ کو مارا — روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

(۶)
دل ہلاتے ہیں زینبؑ کے نالے — خاک اڑاتے ہیں سب کنبے والے
اٹھ رہا ہے علیؑ کا جنازہ — روزہ دارو قیامت کے دن ہیں

مجلس ۲

شہادت حضرت فاطمہ زہراؑ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ ۔ مرسل اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت یہ ہے کہ خود مرسل اعظم تعظیم فرماتے ہیں مگر عزادارو۔ عالمین کی شاہزادی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر ان کے پدر بزرگوار کے بعد کیا قیامت گذر گئی۔ تاریخوں میں ملتا ہے کہ رسولؐ خدا کی شہادت کے بعد شہزادی کو نین صبح ہو یا شام دن ہو یا رات ہر وقت اپنے بابا کو یاد کر کے رویا کرتی تھیں۔

ایک دن اہل مدینہ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا کہ بنتِ محمدؐ کے دردناک نالہ و شیون سے ہمارے آرام میں خلل ہوتا ہے اس لئے آپ ان سے فرما دیں کہ یا دن کو رویا کریں یا رات کو رویا کریں۔ یاد پدر میں رونے والی بیٹی کو رونے سے منع کرنے کا اثر یہ ہوا کہ سیدہؑ صبح کو حسنؑ و حسینؑ کو لے کر جنت البقیع میں آجاتیں اور دن بھر گریہ کرتیں حضرت علیؑ نے برابر جب شہزادی کا یہ معمول دیکھا تو ایک مکان بنا دیا جسے بیت الاحزان کہتے ہیں یہ اما مباڑے

اور عزاخانے اسی بیت الاحزان کی یادگار ہیں علیؑ نے پہلا عزاخانہ سیدہؑ کے رونے کے لئے بنایا تھا۔

یاد رہیں شاہزادی کا جو عالم تھا اسے آپ یوں بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ رسولؐ خدا کی وفات کے بعد آپ کے موذن حضرت بلال مدینہ سے شام چلے آئے تھے اس لئے کہ بغیر رسولؐ خدا کے مدینہ میں رہنا انھیں گوارا نہ ہوا۔ بلال نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسولؐ خدا فرماتے ہیں بلال میری وفات کے بعد تم نے میری ڈیوڑھی چھوڑ دی خواب سے بیدار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ میں جب خبر ہوئی کہ رسولؐ کے موذن بلال آرہے ہیں تو کہرام بپا ہو گیا تمام مرد و زن باہر نکل آئے بلال سیدھے روضۂ رسولؐ پر پہونچے شہزادوں کو نانا کے مزار پر دیکھا بلال نے ایک شانہ پر امام حسنؑ کو دوسرے شانہ پر امام حسینؑ کو بٹھایا اور شہزادی کے بیت الشرف پر آکر سلام عرض کیا جب شہزادی کو معلوم ہوا کہ میرے نانا کے موذن بلال آئے ہیں تو فرمایا بلال میری خواہش ہے کہ تم اذان کہو تو حضرت بلال نے کہا شہزادی میں نے تو عہد کر لیا ہے کہ رسول اللہ کے بعد اب اذان نہ کہوں گا لیکن آپ جزو رسولؐ ہیں۔ اس لئے آپ کا حکم گویا حکم رسولؐ ہے۔ پھر بلال گلدستۂ اذان پر گئے اور اللہ اکبر کہنا شروع کیا حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے پدر بزرگوار اور ان کے زمانے کو یاد کر کے رونے لگیں اور جب بلال نے اشھدان محمد رسول اللہ کہا تو جناب سیدہ نے ایک نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو گئیں میں کہوں گا شہزادی بلال نے بڑے احترام سے آپ کے بابا کا نام اذان میں لیا مگر آپ بے ہوش ہو گئیں۔ ہائے سکینہ کہ جب یاد پدر میں رونا چاہتی ہے تو شمر کبھی تازیانے لگاتا ہے اور کبھی رخسار پر طمانچے مارتا ہے۔

ہائے انقلاب زمانہ۔ کہ رسولؐ کے پہلو میں بیٹھنے والے در سیدہؑ پر

آگ اور لکڑیاں لیکر آئے اور دروازے میں آگ لگا دی۔ پھر ایک ظالم نے اپنے پیروں سے دروازے کو دھکّا دیا۔ حضرت فاطمہ زہراؑ جو دروازے کے پیچھے کھڑی ہوئی تھیں اور شہزادی کے پس پشت دیوار تھی چنانچہ جب جلتا ہوا دروازہ ظالم نے گرایا تو سیدہؑ دیوار اور دروازے کے بیچ میں آ گئیں شہزادی کی پسلیاں ٹوٹ گئیں حضرت محسن شکم اقدس میں شہید ہو گئے سیدہؑ نے آواز دی فضہ مجھے جلد سنبھال کہ میرا محسن میرے شکم میں شہید ہو گیا۔ اس دلسوز واقعہ کے بعد وہ شہزادی کہ جس کی عمر کل اٹھارہ سال کی تھی کمر جھک گئی عصا کا سہارا لے کر چلنے لگیں اور یہ مرثیہ پڑھنے لگیں ؎

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

اے بابا میرے اوپر اتنے مصائب ڈھائے گئے کہ اگر دنوں پر پڑتے تو وہ کالی راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔ رسول خدا کی شہادت کے بعد شہزادی پر مصیبتوں کا وہ سلسلہ ہوا کہ چند ماہ زندہ رہ سکیں اور ۱۳ر جمادی الاول یا بروایتے ۳ر جمادی الثانی کو شہزادی کی شہادت ہو گئی۔

شہادت کی تفصیلات مورخین نے اس طرح لکھی ہے کہ شہزادی نے ایک زن اسماء بنت عمیس سے فرمایا کہ جس طریقے سے یہاں عورتوں کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہاں عورت کے جنازہ پر صرف چادر ڈال دیتے ہیں اور جسم معلوم ہوتا ہے۔ اسماء بنت عمیس نے کہا شہزادی میرے وطن میں لکڑی کے تختہ پر چاروں طرف سے چادر کھینچ دی جاتی ہے اور جب جنازہ کا نقشہ بنا کر پیش کیا تو حضرت فاطمہؑ کو بہت پسند آیا یہاں تک کہ آپ مسکرا اٹھیں اور رسولؐ کی وفات کے بعد یہ پہلا اور آخری

موقع تھا کہ جب شہزادی خوش ہوئیں پھر علیؑ کو بلا کر چند وصیتیں کیں۔

پہلی وصیت یہ کہ فرمایا اے ابوالحسن میرے مرنے کے بعد میری بھانجی امامہ بنت زینب سے نکاح کرنا اس لئے کہ وہ میرے حسنؑ اور حسینؑ سے پیار کرتی ہے دوسری وصیت یہ ہے کہ میرا جنازہ رات میں اٹھانا تیسری وصیت یہ ہے کہ تم ہی مجھ کو غسل و کفن دینا اور میرے اوپر نماز پڑھنا اور اے ابوالحسن میں عرصہ سے تمہارے ساتھ رہی ہوں اگر مجھ سے کوئی قصور ہوا ہو تو معاف کرنا۔ اور میرے مرنے کے بعد مجھے بھول نہ جانا میری قبر پر فاتحہ پڑھتے رہنا۔ اور اے ابوالحسن اگر میرے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ تمہارے خلاف مزاج کوئی کام کریں تو انھیں بن ماں کا سمجھ کر معاف کر دینا۔

روز شہادت جب امیرالمومنین باہر سے گھر تشریف لائے تو دیکھا حضرت فاطمہؑ ایک ہی وقت میں بچوں کے کپڑے بھی دھو رہی ہیں۔ نہلا بھی رہی ہیں اور آٹا بھی گوندھا رکھا ہوا ہے۔ شاید آج کا دن امور خانہ داری کے لئے فاطمہؑ زہرا کا ہی تھا۔ امیرالمومنین نے فرمایا اے بنت محمدؐ آج آپ کو میں خلاف معمول تین کام ایک ساتھ کرتے دیکھ رہا ہوں تو حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا اے ابوالحسن اب میں کچھ ہی دیر کی مہمان ہوں حسنینؑ کو نہلایا اور کپڑے دھلے اور روٹیاں بھی تیار کر رہی ہوں تاکہ حسنین کی آخری خدمت ہو جائے اور میرے بعد میرے بچے بھوکے نہ رہیں میرے مرنے کے بعد سب میرے غسل و کفن میں رہیں گے تو میرے بچوں کی خبر گیری کون کرے گا اس کے بعد امیرالمومنین مسجد تشریف لے گئے۔

پھر شہزادی نے اسماء کو بلا کر کہا مجھے حجرے میں پہنچا دو جب تک ذکر الٰہی کی آواز سنا سمجھنا میں زندہ ہوں اور جب آواز نہ آئے تو سمجھ لینا میں دنیا

سے رخصت ہو چکی ہوں۔ اور اے اسماء جب میرے بچے آجائیں تو انھیں پہلے کھانا کھلانا تب میرے مرنے کی اطلاع دینا۔

اسماء کہتی ہے کہ جب حجرے میں شہزادی کو پہونچا کر میں باہر نکلنے لگی تو شہزادی اپنے شیعوں کے گناہوں کی بخشش کی دعا کر رہی تھیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کوئی آواز نہ آئی تو میں نے گوشہ چادر اٹھا کر دیکھا تو شہزادی انتقال فرما چکی تھیں میں رونے پیٹنے لگی اسی اثناء میں حسنینؑ بھی آگئے پوچھا ہماری مادر گرامی کہاں ہیں!

میں نے کہا شہزادو پہلے کھانا کھالو تو حسنینؑ علیہم السلام نے فرمایا اے اسماء کیا کبھی دیکھا ہے کہ بغیر ماں کے ہم نے کھانا کھایا ہے تو میں نے کہا کہ شہزادو۔ تمہاری مادر گرامی تمہارے نانا کی خدمت میں جا پہونچی ہیں۔ شہزادوں نے یہ سن کر چھوٹے چھوٹے عمامے سروں سے پھینک دیئے۔ اور رونے لگے اور دوڑے ہوئے مسجد میں آئے علیؑ کو اطلاع دی امیرالمومنین آئے اور فاطمہؑ کی وصیت کے مطابق غسل دینا شروع کیا بوقت غسل مولا علیؑ نعرہ مار کر رونے لگے لوگوں نے اس طرح رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا میں بنت محمدؐ کے صبر پر رو رہا ہوں ارے۔ جب دروازہ گرا تھا تو پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں مگر ہائے سیدہؑ نے کبھی پسلیوں کے ٹوٹنے کا مجھ سے ذکر بھی نہیں کیا جب غسل ہو گیا تو اولاد فاطمہؑ کو علیؑ نے دیدار آخر کے لئے بلایا سب نے دیدار آخر کیا مگر حسینؑ رو رو کر کہہ رہے تھے اماں مجھ سے بات کرو اس لئے کہ حضرت مریم نے مرنے کے بعد اپنے بیٹے عیسیٰ سے کلام کیا تھا اماں آپ کا مرتبہ مریم سے بہت بلند ہے بس ایک مرتبہ میت حرکت میں آئی سیدہؑ نے دونوں ہاتھ کفن سے نکال کر حسینؑ کو سینے سے لگا لیا کہ ہاتف کی آواز آئی اے علیؑ حسینؑ

کو سیدہؑ کے سینے سے جدا کر لو اس لئے کہ ملائکہ آسمان پر رو رہے ہیں۔ چنانچہ علیؑ نے حسینؑ کو پیار کیا اور ماں کے سینے سے جدا کیا مگر ہائے سکینہ کو جب باپ کے سینے سے شمر نے اتارا تو تازیانہ مار کر اتارا۔

اس کے بعد جنازہ اٹھا کر جانب بقیع روانہ ہوئے ماں کے جنازے کے ہمراہ سیاہ چادر میں لپٹی ہوئی حضرت زینب بھی چلیں۔ مگر پردے کا اتنا خیال تھا جنازے کے ہمراہ جو شمع کا سایہ تھا اس اندھیرے کے گرد چل رہی تھیں بقیع پہونچے تو ایک جانب سے آواز آئی قبر تیار ہے۔ جنازہ ادھر لائیے علیؑ نے سیدہؑ کو سپرد لحد کرتے وقت فرمایا یا رسول اللہؐ آپ نے جو امانت میرے حوالے کی تھی میں ویسی نہ دے سکا۔ کیوں کہ آپ نے سیدہ کو صحیح سالم میرے سپرد کیا تھا اور آج جب میں یہ امانت آپ کو واپس کر رہا ہوں تو سیدہؑ کی پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں اور محسن شکم اقدس میں شہید ہو چکا ہے۔

نوحہ

۱

رو کے کہتی تھی یہ بنت زہرا — ہائے زینب کسے ماں کہے گی
کون دنیا میں ہے آپ جیسا — ہائے زینب کسے ماں کہے گی

۲

آپ نے موت سے رشتہ جوڑا — ہم کو کس کے سہارے پہ چھوڑا
کون دے گا ہمیں اب دلاسہ — ہائے زینبؑ کسے ماں کہے گی

۳

دکھ یتیمی کا کس سے کہوں گی — پیار کو اب ترستی رہوں گی
اب کہاں پیار ماں کا ملے گا — ہائے زینب کسے ماں کہے گی

۴

کون آغوش میں مجھ کو لے گا — کون تسکین اب دل کو دیگا
کمسنی میں یہ کیوں منھ کو موڑا — ہائے زینب کسے ماں کہے گی

۵

جن کے رونے پہ ہوتی تھیں مضطر — وہ بلکتے ہیں شبیرؑ و شبرؑ
رو رہے ہیں مرے دونوں بھیا — ہائے زینبؑ کسے ماں کہے گی

۶

دے رہی تھیں نبی کی دہائی — آگ ظالم نے گھر میں لگائی
کر دیا ہائے پہلو شکستہ — ہائے زینب کسے ماں کہے گی

۷

رو رہی ہوں ذرا آنکھ کھولو — میں بلاتی ہوں کچھ منھ سے بولو
لے کے گودی میں دے دو سہارا — ہائے زینب کسے ماں کہے گی

۸

ہاتھ اپنے کفن سے نکالو — ہم کو اپنے گلے سے لگا لو
پیار کرلو ہمیں پھر دوبارہ — ہائے زینب کسے ماں کہے گی

۹

گھر میں زہرا کے وہ غم تھا زآہ — رونے والوں میں ماتم تھا زآہ
جب وہ کہتی تھی رو رو کے زآہ
ہائے زینب کسے ماں کہے گی

مجلس ۳

شہادت حضرت زینبؑ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ (صلوٰۃ)

کلام پاک میں ارشاد قدرت ہے کہ عورتوں پر مردوں کو برتری حاصل ہے۔ عورت محکوم ہے۔ مرد حاکم ہے باعتبار خلقت مرد قوی ہے عورت نازک ہے مرد مصائب و آلام برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہے مگر عورت کا دل کمزور ہوتا ہے اس کے باوجود دنیا میں یوں تو لاتعداد عورتیں ایسی گزری ہیں کہ جن پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے مگر ثانی زہراؑ حضرت زینب نے اپنی زندگی میں اتنے مصائب جھیلے کہ آپ کو ام المصائب کہا جانے لگا پانچ سال کی عمر میں اپنے شفیق نانا کی جدائی کا غم برداشت کیا اور ابھی نانا کی شہادت کا غم بھلا بھی نہیں سکی تھیں کہ چند ماہ کے بعد مادر گرامی حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت سے شفقت مادری سے بھی محروم ہو گئیں ۱۹ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ میں اپنے پدر بزرگوار حضرت علیؑ کا سر ابن ملجم کی تلوار سے شگافتہ دیکھا اور بالآخر ۲۱ رمضان المبارک

کو باپ کے سایہ سے بھی محروم ہو گئیں۔ یہاں تک ۲۸ صفر ۵۰ھ کو اپنے بھائی امام حسنؑ کے جگر کے ٹکڑوں کو لگن میں دیکھا اور پھر بڑی تیزی سے ۶۱ھ بھی آگئی۔ جب زینبؑ اپنے ماںجائے کے ساتھ ۲ محرم کو کربلا آگئیں، ۷ محرم سے پانی بند ہو گیا۔ اور ۱۰ محرم کو زینبؑ پر قیامت گذر گئی۔ اپنی نگاہوں کے سامنے شبیر سے بھائی کے بازو کٹتے دیکھے علیؑ اکبر کا چھلنی چھلنی سینہ دیکھا قاسمؑ کی پامال لاش دیکھی عون و محمد کو خاک و خون میں غلطاں دیکھا۔ علیؑ اصغر کے گلے پر حرملہ کا تیر دیکھا اور اپنے عزیز ترین بھائی امام حسینؑ کے لاشے کی پامالی بھی دیکھی۔

حسینؑ کی شہادت کے بعد خیموں میں آگ لگ گئی بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں۔ شام غریباں آگئی اب زینبؑ اہلحرم کی نگہبان ہے گیارہ محرم کو قافلہ کربلا سے روانہ ہوا مقتل شہداء سے اہلحرم کو گذارا گیا زینبؑ سی بہن نے حسینؑ سے بھائی کا لاشہ ریگ گرم پر بے گور و کفن پڑا دیکھ کر گریہ کیا مگر شمر نے رونے بھی نہ دیا۔

قافلۂ اہلحرم بارہ محرم کو کوفہ آگیا ہائے زینبؑ جو کبھی اس کوفہ میں شہزادی رہ چکی تھیں آج اسی کوفہ میں اس طرح سے آئی ہیں کہ سر کھلے ہوئے ہیں ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے ہیں۔ کوفے میں چند روز کی قید کے بعد اہلحرم کا لٹا ہوا قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ شام کے بازاروں اور دربار سے ہو کر اہلحرم شام کے قید خانہ میں قید ہو گئے سال بھر کی قید کے بعد جب رہا ہوئے تو آٹھ ربیع الاول ۶۲ھ کو قافلہ مدینہ وارد ہو گیا۔ جب اہلحرم کا لٹا ہوا قافلہ مدینہ آیا تو حضرت زینبؑ ہر وقت بھائی کو یاد کر کے رویا کرتیں۔ سید سجادؑ کے پاس محبانِ اہلبیتؑ برابر پرسہ دینے کے لئے آتے رہتے۔ چنانچہ عبدالملک حاکم مدینہ نے یزید تک یہ اطلاع بھیجی کہ لوگ امام زین العابدینؑ سے بیعت کر رہے ہیں۔ یزید نے یہ سن کر حکم دیا

کہ زین العابدین کو قید کر کے شام لایا جائے چنانچہ ۶۲ھ میں سید سجاد دوبارہ اسیر ہو گئے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق ڈالدیا گیا

غل تھا کہ پھر مدینے کی بستی اجڑ گئی
زین العباؑ کے پاؤں میں زنجیر پڑ گئی

جب حضرت زینبؑ کو معلوم ہوا کہ میرا بھتیجہ زین العابدین پھر اسیر ہو کر شام لے جایا جا رہا ہے تو عصا کا سہارا لے کر ناتوان اور بیمار زینبؑ سید سجاد کے پاس آئیں اور اپنے بھتیجے سے لپٹ گئیں۔ ادھر فضہؑ کنیز فاطمہ زہراؑ کو مدینے کے شاہزادے کی اسیری کی خبر ملی تو کمر جھکائے ہوئے عصا کا سہارا لئے ہوئے امام وقت کے پاس آئیں۔ اور جب دیکھا کہ شہزادی زینبؑ اپنے بھتیجے کے ساتھ شام جانے کو تیار ہیں تو فضہؑ نے کہا بیٹا سجاد میں تم دونوں کے بغیر مدینہ میں نہ رہونگی میں بھی ساتھ ساتھ چلونگی۔

چنانچہ جب مدینہ سے روانگی کا وقت آیا۔ محلہ بنی ہاشم میں کہرام بپا تھا۔ جب اونٹ پر سوار ہونیکی منزل آئی زینبؑ کو مدینہ سے روانگی کا پہلا منظر یاد آگیا اور ۲۸ رجب ۶۰ھ کو جب قافلہ روانہ ہوا تھا تو یہی زینبؑ تھیں کہ جن کے پردے کا اہتمام حضرت عباسؑ نے کیا تھا علی اکبرؑ نے لگام سنبھالی تھی عباسؑ نے اپنے زانو پر حضرت زینبؑ کا پیر رکھ کر سوار کیا تھا مگر آج جب دوبارہ زینبؑ مدینہ سے روانہ ہو رہی ہے۔ تو نہ قاسمؑ نہ علی اکبر نہ عباسؑ ہیں نہ حسین ہیں نانا کے مزار سے رخصت ہو کر زینبؑ ماں کی قبر پر آئیں ماں کو الوداع کہا اور شام کی جانب روانہ ہو گئیں۔ یہاں تک کہ شام سے چند میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں یہ قافلہ رکا۔ شہزادی زینبؑ نے جب اس باغ کو دیکھا تو کہا فضہؑ یہ تو وہی باغ ہے جس باغ کے ایک درخت میں میرے ماںجائے کا سر لٹکایا

گیا تھا۔ اور جب وہ درخت دیکھا کہ جس میں حسینؑ کا سر لٹکایا گیا تھا تو اس درخت کے پاس آکر نوحہ و ماتم کرنے لگیں۔ گذرا ہوا زمانہ یاد آگیا بے ساختہ چیخ مار مار کر رونے لگیں اور جب روتے روتے تھک گئیں تو نیند آگئی۔ نیند آئی تو خواب دیکھا خواب سے بیدار ہوئیں تو سید سجاد کو اپنے پاس بلایا اور کہا بیٹا میں نے ابھی ابھی ایک ہولناک خواب دیکھا ہے سید سجاد نے کہا پھوپھی خواب بیان کیجئے کہا بیٹا ابھی ابھی میری آنکھ لگ گئی تو خواب میں اپنے ماںجائے کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے ہیں میں نے کہا میرے بھیا بہن سے کیا خطا ہوئی کہ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں تو ماںجائے نے کہا بہن حسین شرمندہ ہے تم سے۔ کہ تم نے میری محبت میں اپنی اولاد قربان کردی کوفہ و شام کے درباروں اور بازاروں میں سر برہنہ گئیں۔ مگر بہن اب مصائب کے دن گذر گئے اب صبح آپ ہمارے پاس آجائیں گی۔ سید سجاد نے اک آہ بھری اور کہا پھوپھی اماں! اس عالم غربت میں آپ بھی مجھے چھوڑ دیں گی۔

اس کے بعد زینب پھر اپنے ماںجائے کو یاد کر کے رونے لگیں باغ کا جو باغباں تھا اس کے آرام میں زینبؑ کے نوحہ و ماتم سے خلل ہو رہا تھا ؎

رو رہی تھی یہ بیاں کر کے جو دکھ پائی
باغباں باغ میں تھا ایک شقیٔ ازلی
بیلچہ لے کے چلا دشمن اولاد نبیؐ
سر پہ اس زور سے مارا کہ زمیں کانپ گئی

سر کے ٹکڑے ہوئے رو ئیں نہ پکاریں زینبؑ
خاک پر گر کے سوئے خلد سدھاریں زینبؑ

آہ آہ۔ بروایتے ۱۴ رجب ۶۲ھ کو حسینؑ غریب کو رونے والی زینبؑ عالم غربت میں شہید ہو گئیں۔ بیلچہ سے سر پھٹ گیا

خون بہنے لگا۔ سید سجاد نے پھوپھی کو کئی آوازیں دیں جب کوئی آواز نہ آئی تو سید سجاد سمجھ گئے کہ میری پھوپھی شہید ہو چکی ہیں۔ کلیجہ تھام کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون رضاً بقضائہ وتسلیماً لامرہ۔ فضہؑ نے غسل دینا شروع کیا غسل دیتے دیتے ایک مرتبہ فضہ اسی طرح چیخ مار کر رونے لگیں۔ جس طرح سیدہؑ کو غسل دیتے ہوئے علیؑ روئے تھے۔ اور جب سید سجاد نے پوچھا اماں فضہؑ اس قدر تڑپ تڑپ کر گریہ کیوں کر رہی ہیں فضہؑ نے کہا بیٹا سجاد ارے میں نے اپنی شہزادی کے جسم پر زخموں کے وہ نشانات دیکھے ہیں کہ جسے میں برداشت نہ کر سکی بازوؤں میں رسیوں کا نشان دیکھا۔ پشت پر تازیانوں کا نشان دیکھا سر پر بیلچہ کا نشان دیکھا غسل و کفن کے بعد سید سجاد قبر میں اترے اور اپنی پھوپھی کی میت سپرد لحد کر دی۔ حاکم شام یزید نے اس عظیم شہادت کے بعد سید سجاد کو وہیں سے مدینہ واپس کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ چنانچہ سید سجاد وہیں سے مدینہ کی طرف روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے۔ تو سید سجاد نے کہا فضہؑ تم بھی میرے ساتھ مدینہ چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

فضہؑ نے کہا اے بیٹا سید سجاد تم مدینہ جاؤ میں اپنی شہزادی کی قبر پر مجاوری کروں گی اور زبانی قرآن پڑھا کروں گی چنانچہ سید سجاد مدینہ روانہ ہو گئے اور فضہؑ قبر زینب پر رہنے لگیں یہاں تک کہ ایک عرصہ کے بعد فضہؑ کا انتقال ہوا تو فضہؑ بھی اپنی شہزادی کے قریب میں دفن کر دی گئیں۔

نوحہ

گھبرائے گی زینبؑ

۱

جب ہو کے رہا قید سے گھر جائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ
آغوش کے پالوں کو کہاں پائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۲

بن بھائی کے ویراں نظر آئے گا مدینہ — ہو گا یہ قرینہ
پوچھے گی جو صغریٰ تو تڑپ جائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۳

پوچھیں گے جو سب اہل مدینہ کی ہوا کیا — یہ نیل ہے کیسا
بازو کے نشاں لے کے جو گھر جائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۴

چھا جائے گی روضے پہ محمدؐ کے اداسی — روئے گی نواسی
اشکوں میں لہو قلب کا برسائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۵

بیڑیاں پڑی جائیں ہو جائے گی مضطر — یاد آئیں گے سرورؑ
پانی کہیں تھوڑا سا اگر پائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۶

کیا دل پہ گذر جائے گی خود اپنے مکاں میں — اور آہ و فغاں میں
سنسان جو بیٹوں کی جگہ پائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۷

ویراں نظر آئے گا جو اکبر ترا حجرہ — شق ہو گا کلیجہ
ہم شکل پیمبرؐ کو کہاں پائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۸

یاد آئے گا وہ پھول سا بے شیر کا چہرہ — غم کھائے گی صغریٰ
اجڑی ہوئی گودی کو جو دکھلائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۹

ننھے سے مسافر کو بھی چھوڑا نہ قضا نے — اور اہل جفا نے
دل ڈھونڈھے گا اصغر کو کہاں پائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

۱۰

پانی کو تڑپتا رہا احمد کا نواسہ — تھا ذبح میں پیاسا
یہ داغ لئے دل میں وطن جائے گی زینبؑ — گھبرائے گی زینبؑ

مجلس ۴

شہادت حضرت قاسمؑ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ۔

خالق کائنات قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ مگر تاریخ عالم و آدم میں موت کے ذائقہ کی تشریح نہیں مل سکتی تھی اگر کربلا کے میدان میں امام حسینؑ کے سوال پر حضرت قاسمؑ یہ نہ فرماتے کہ اَلْمَوْتُ عِنْدِی اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ۔ یعنی موت میرے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں ہے۔

عزادارو۔ کربلا کے میدان میں ۱۰ محرم ۶۱ھ کو جب عمر سعدؑ نے لشکر حسینی پر پہلا تیر پھینک کر جنگ کی ابتداء کی تو لشکر حسینی کے تین دن کے بھوکے پیاسے سپاہی بھی دفاعی جنگ پر مجبور ہو گئے۔ سب سے پہلے اصحاب و انصار ایک ایک کر کے میدان جنگ میں آئے اور اپنا قیمتی خون بہا کر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ پھر جب بنی ہاشم کی باری آئی تو فرزند حسنؑ جناب قاسمؑ امام وقت کے پاس آئے اور

کہا چچا جان مجھے بھی مرنے کی اجازت دیجئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا بیٹا قاسمؑ تم میرے مرحوم بھائیؑ کی نشانی ہو خیمے میں واپس جاؤ۔ تمہاری بیوہ ماں کیلئے تمہارے باپ کا غم کافی ہے۔ حضرت قاسم خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب جوش نصرت نے دل کو بے چین کیا تو حضرت قاسمؑ دوسری مرتبہ امام وقت کے پاس آئے اور کہا چچا جان کیا شہداء کی فہرست میں میرا نام نہیں ہے! امام نے فرمایا بیٹا قاسمؑ شہیدوں کی فہرست میں تمہارے بھائیؑ علی اصغرؑ کا بھی نام ہے۔ قاسمؑ نے کہا چچا جان علی اصغرؑ تو خیمے کے اندر جھولے میں ہے کیا فوج اشقیاء خیمے میں آجائے گی۔ امام نے فرمایا بیٹا قاسم تمہاری زندگی میں ایسا نہیں ہوگا۔ اس اثناء میں امام نے حضرت قاسمؑ سے پوچھا بیٹا تیرے نزدیک موت کیسی ہے؟ جناب قاسمؑ نے جواب دیا چچا جان موت میرے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ یہ سوال کر کے امام دوسری طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت قاسمؑ مایوس ہو کر خیمے میں آئے تو ام فروہ نے کہا بیٹا قاسمؑ تم ابھی زندہ ہو آخر اپنے چچا سے مرنے کی اجازت لینے کیوں نہیں جاتے۔ میں بیبیوں میں شرمندہ ہو رہی ہوں۔ جناب قاسمؑ نے کہا اماں میں نے تو کئی مرتبہ چچا سے کہا اور بہت اصرار بھی کیا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو وہ مرنے کی اجازت دینا نہیں چاہتے اب آپ ہی بتائیے کہ میں کیا کروں۔ بیٹے کی یہ گفتگو سن کر ام فروہ تڑپ تڑپ کر رونے لگیں اثنائے گریہ میں خیال آیا تو کہا بیٹا قاسمؑ تمہارے بابا نے وقت شہادت ایک وصیت نامہ بطور تعویذ کے لکھ کر تمہارے بازو پر باندھا تھا اور کہا تھا کہ جب کوئی بہت بڑی مصیبت سامنے آئے تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھ لینا۔ بیٹا قاسمؑ اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ وقت کا امام نرغہ اعداء میں گھرا ہوا ہے۔ تعویذ کا نام سنتے ہی حضرت

قاسمؑ خوش ہو گئے۔ تعویذ کھولا تو اس میں لکھا تھا۔ بیٹا قاسمؑ جب تم یہ تعویذ کھول کر پڑھو گے تو میرا بھیا دشمنوں کے نرغے میں گھرا ہو گا اے نورِ نظر قاسمؑ اگر میں زندہ ہوتا تو اپنے بھائی پر اپنی جان قربان کرتا۔ لیکن اس قیامت کی گھڑی میں تم میرے بھیا پر اپنی جان قربان کر دینا اے بیٹا قاسمؑ موت سے پریشان نہ ہونا میں شہادت کے وقت تمہارے سامنے آجاؤں گا۔

حضرت ام فروہ کے رونے کی آواز پر امام بھی خیمے کے قریب پہونچ گئے اور پوچھا بھابھی جان آپ اس قدر تڑپ کر کیوں رو رہی ہیں ام فروہ نے کہا امام وقت اتنا بتا دو کہ کیا بیوہ کا ہدیہ قاسمؑ فدیۂ راہ خدا بننے کے قابل نہیں ہے فرزند رسولؐ آپ میرے قاسمؑ کو مرنے کی اجازت دیجئے۔ ورنہ میں روزِ حشر آپ کی مادر گرامی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگی۔ ادھر ام فروہ نے سفارش اور حضرت قاسمؑ نے تعویذ بھی پیش کر دی۔ امام حسینؑ نے تعویذ کو ہاتھ میں لیا بوسہ لیا آنکھوں سے لگایا پھر بھائیؑ کی تحریر پڑھی اور رونے لگے اور فرمایا بیٹا قاسمؑ اب تو حسینؑ تمہیں میدان جنگ کی اجازت دینے پر مجبور ہے اجازت ملی حضرت قاسمؑ خیمے کی طرف روانہ ہوئے۔ ماں سے الوداع ہوئے تو ام فروہ نے اپنے بیٹے کو فاطمہ کبریٰ کی طرف اشارہ کیا مطلب یہ تھا کہ بیٹا دلہن سے بھی رخصت ہو لو۔ یہ کہہ کر ام فروہ وہاں سے ہٹ گئیں۔ دنیا جانتی ہے کہ دولھا اور دلہن کے درمیان پہلی ملاقات میں کیا کیا گفتگو ہوتی ہے۔ مگر آہ۔ اس نوشاہ نے اس دلہن سے پہلی ملاقات میں مرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ چنانچہ جناب قاسمؑ نے فاطمہ کبریٰ سے کہا اے بنت عم تم خود دیکھ رہی ہو کہ تمہارے بابا پر وہ وقت آپڑا ہے کہ غیر بھی اپنی قربانی پیش کر رہے ہیں پھر ہمارا اور تمہارا اس موقع پر کیا حق ہے۔ اسے سمجھ لو تاکہ خوشی خوشی

مجھے مرنے کی اجازت دے سکو۔ پھر میری جدائی کا غم نہ ہو گا غیرت دار باپ کی بیٹی نے زبان سے تو کچھ نہ کہا ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھوں سے آنسو برسنے لگے اور بڑھ کر جناب قاسمؑ کی آستین پکڑ لی۔ مطلب یہ تھا کہ تم جا رہے ہو آخر مجھے کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہو۔ جناب قاسمؑ نے اپنی آستین پھاڑ کر جناب کبریٰ کو دے کر فرمایا کہ یہ میں اپنی نشانی دے رہا ہوں محشر میں جب ملاقات ہوگی تو اسی سے پہچان لینا پھر خیمے سے برآمد ہوئے اور میدان جنگ کی طرف چلے۔ ارزق لعینؔ نے اپنے ایک بیٹے کو جناب قاسمؑ کے مقابل میں روانہ کیا تھوڑی دیر وار کی رد و بدل کے بعد فرزند حسنؑ نے ارزق کے بیٹے کو قتل کر دیا پھر ارزق نے یکے بعد دیگرے اپنے چاروں بیٹوں کو بھیجا حضرت قاسمؑ نے چاروں کو تہہ تیغ کر دیا۔ جب چاروں بیٹے قتل ہو گئے تو ارزق بوکھلا اٹھا خود شہزادے کے مقابلہ کو آیا اور حضرت قاسمؑ نے تھوڑی ہی دیر بعد ارزق کو بھی قتل کر دیا یہ منظر دیکھ کر پسر سعد گھبرا گیا۔ اور کہا یہ بنی ہاشم کا شیر ہے علیؑ کا پوتا ہے۔ ایک ایک کر کے نہ لڑو بلکہ چاروں طرف سے یکبارگی ٹوٹ پڑو۔ چنانچہ اشقیا دسمٹ آئے۔ اور حملہ کر دیا۔ شہزادہ قاسمؑ کو جلال آگیا اب جو شیر غضبناک کی طرح حملہ کیا تو بیالیس دشمنوں کو داصل جہنم کر دیا۔ مگر تین دن کا بھوکا پیاسا مجاہد کہاں تک لڑتا۔ نیزہ و شمشیر تیر و تبر کی کثرت نے قاسمؑ کا سارا بدن زخمی کر دیا۔ یہاں تک کہ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے بے اختیار زمین پر گرے۔ اور کہا چچا مدد کو آؤ۔ امام حسینؑ بھتیجے کی آواز پر دوڑ پڑے۔ جناب قاسمؑ کو دشمنوں نے گھیر رکھا تھا۔ امام نے انھیں حملہ کر کے بھگایا اس دوڑ دھوپ میں جناب قاسمؑ زندگی ہی میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہو گئے۔ اور اب جو حسینؑ حضرت قاسمؑ تک پہونچے تو لاشہ پامال ہو چکا تھا۔ گوشت کے ٹکڑے کربلا کی جلتی زمین

پر بکھرے پڑے ہوئے تھے یزیدی فوج میں خوشی کے جنگی باجے بج رہے تھے۔ امام نے چاہا کہ قاسمؑ کا لاشہ اٹھا کر خیمہ میں لے جائیں مگر لاشہ اٹھ نہ سکا۔ اس لئے کہ ایک ایک عضو الگ ہو جاتا تھا۔ حسین نے کہا عباس میری عبا بچھا کر لاش کے ٹکڑوں کو جمع کر لو۔ لاش کے ٹکڑے اکٹھا ہو گئے۔ اور ایک گٹھری کی طرح قاسمؑ کا لاشہ خیمے کی طرف لے کر چلے تو ام فروہ سے کسی بی بی نے کہا بیوہ حسنؑ آپ کے بچے کا لاشہ آرہا ہے تو ام فروہ نے کہا ؎

باجے والوں کی صدا زیر قنات آتی ہے

کیسا لاشہ مرے بچے کی برات آتی ہے

قاسمؑ کا لاشہ جب خیمے میں آیا تو بیبیوں میں کہرام برپا ہو گیا ام فروہ لاش قاسمؑ پر آئیں اور شانہ ہلایا کہا میرے لال کیسی میٹھی نیند سو رہے ہو کہ دکھیا ماں آواز دیتی ہے اور جواب نہیں دیتے۔

عزادارو۔ جب قاسمؑ دولھا کا لاشہ خیمے میں آیا تو دلہن غم سے نڈھال تھی۔ فاطمہ کبریٰ اپنے وارث کے لاشے پر آئیں اور رو رو کر کہنے لگیں ؎

کس درجہ بے نصیب ہوں میں غم کی مبتلا — آپس میں سب کہیں گے یہ مجھ کو سنا سنا

ایسا نصیب ہوگا کسی کا نہ ہے ہوا — شب کو بنا جو دولھا صبح قتل ہو گیا

ایسی تو رانڈ ہم نے نہ دیکھی زمانے میں

دولھا یہاں ہے ۔ ہوگی دلھن قید خانہ میں

دنیا میں اس طرح سے کوئی کب ہوا ہے بیاہ — شب کو تو عقد دن کو ہوں دولھا دلھن تباہ

ہے ہے ہمارا ہوگا بھلا کیسے اب نباہ — دولھا تو پہونچا خلد میں جنگل میں ہم ہیں آہ

کیا کہہ کے آنکھوں میں پکار دوں بتائیے

یہ دن میں کس طرح سے گذار دوں بتائیے

نوحہ

موت بہتر ہے اس زندگی سے

۱

لاشِ قاسمؑ پہ کبریٰ نے سوچا
موت بہتر ہے اس زندگی سے
بن کے بیوہ رہوں کیسے زندہ
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۲

دل کے ارماں لٹے کتنی جلدی
ہو گئی خون ہاتھوں کی مہندی
خون میں ڈوبا ہے پھولوں کا سہرا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۳

میرے سرتاج دل کیسے بہلے
کاش مر جاتی میں تم سے پہلے
لے کے تم چلتے میرا جنازہ
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۴

بد نصیبی کی حد ہو گئی ہے
زندگی جاگ کے سو گئی ہے
ہتھکڑی ہے کلائی کا کنگنا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۵

موت آئی جوانی کے بدلے
خون برسا ہے پانی کے بدلے
اب کفن بن گیا سرخ جوڑا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۶

ہائے میرے مقدر کے سورج
چاند فروہ کے شبرؑ کے سورج
ہر طرف ہے اندھیرا اندھیرا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۷

میری غم میں برستی ہیں آنکھیں
دیکھنے کو ترستی ہیں آنکھیں
زندگی کیسے بیتے گی تنہا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۸

کیسے روتی ہے اک شب کی دلہن
میرے نادان دل کو ہے الجھن
ہائے رونا کبھی مجھ کو نہ آیا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۹

سوچتے سوچتے غم کی ماری
روتے روتے تڑپ کر پکاری
ایسا جینا بھی ہے کوئی جینا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۱۰

لاش قاسمؑ سے آواز آئی
صبر کر صبر سرور کی جائی
ہائے کبریٰ دوبارہ نہ کہنا
موت بہتر ہے اس زندگی سے

۱۱

چپکے چپکے دلہن رو رہی ہے
ماتمی انجمن رو رہی ہے
غم میں ڈوبا ہے زاہدؔ یہ نوحہ
موت بہتر ہے اس زندگی سے

مجلس ۵

شہادت حضرت عباسؑ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن
الرحیم قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن الحکیم۔

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝

سورۂ دہر کی یہ مشہور ومعروف آیت ہے جس کا مفہوم یہ
ہے کہ جنت والوں کو آب کوثر سے سیراب کیا جائیگا جس کے ساقی علیؑ
ابن ابی طالبؑ ہونگے حضرت علیؑ ساقیٔ کوثر ہیں تو ساقیٔ کوثر کا بیٹا سقائے
سکینہ ہے۔

عزادارو۔ تمنائے علیؑ سقائے سکینہ حضرت عباسؑ جو حسینی
لشکر کے علمدار تھے۔ کربلا کے تپتے بن میں اصحاب وانصار حسینی کی عظیم قربانیوں
کے بعد جب بنی ہاشم کی باری آئی تو حضرت عباسؑ امام حسینؑ کی خدمت
میں آئے اور کہا مولاؑ مجھے مرنے کی اجازت دیجئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا
عباسؑ تمہیں کیسے اجازت دوں تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو لیکن جب
قاسمؑ نہ رہے عون ومحمد شہید ہوگئے۔ تو جناب عباسؑ دوبارہ خدمتِ
امام میں آئے اور کہا آقا مرنے کی اجازت دیجئے۔ امام حسینؑ نے پھر وہی بات کہی کہ

عباسؑ تمہیں کیسے اجازت دوں تم لشکر کے علمدار ہو۔ اب عباسؑ کہتے ہیں کہ آقا وہ
لشکر ہی کہاں رہ گیا کہ جس کی میں علمداری کروں۔ چنانچہ مولاؑ میدان جنگ کی اجازت
دینے پر مجبور ہوگئے مگر اس شرط کے ساتھ کہ عباس بچے پیاس سے جاں بلب ہیں
بچوں کے لئے پانی کا کوئی بند وبست کرتے جاؤ حضرت عباسؑ خیمے میں آئے تو
سکینہ نے دامن تھام لیا اور کہا چچا میں بہت پیاسی ہوں حضرت عباسؑ نے کہا
بیٹی سکینہ مشکیزہ لے آؤ حضرت عباسؑ کو سکینہ نے مشکیزہ دیا مشک سکینہ
لے کر سب سے آخر میں حضرت زینبؑ سے رخصت ہونے کے لئے آئے۔ تو ثانی زہرا
نے فرمایا بھائی چلتے چلتے ایک بات سنتے جاؤ حضرت عباسؑ نے سر جھکا لیا۔ تو حضرت
زینبؑ فرماتی ہیں کہ اے بھائی بچپن میں ایک بار میں بابا کے زانو پر بیٹھی تھی کہ میرے
دوش سے چادر ہٹ گئی تو بابا نے بڑھ کر میرے بازوؤں کو چوما میں نے کہا بابا اس
عمل کا کیا سبب ہے تو بابا نے فرمایا بیٹی زینبؑ ایک دن ان بازوؤں میں رسن
باندھی جائے گی اس وقت میں بہت کمسن تھی لیکن جب میں بڑی ہوئی اور بھائیوں
سے گھر بھر گیا تو بچپن کے اس واقعہ کا نہ جانے کب کب خیال آیا کہ کس میں ہمت
ہے کہ جس بہن کے اٹھارہ بھائی ہوں اس کے بازوؤں میں رسن باندھ سکے مگر اے
عباسؑ میرے تمام بھائیوں میں اب تمہارے اور بھیا حسینؑ کے کوئی نہیں بچا اور اب
تم بھی جا رہے ہو اب زینبؑ کو یقین ہوگیا کہ بہت جلد ہی ان بازوؤں میں رسن
باندھی جائے گی۔

مشک وعلم لے کر سقائے سکینہ فرات کی طرف روانہ ہوا
ادھر سکینہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر در خیمہ پر بیٹھ گئیں اور تسلیاں دینے
لگیں سکینہ بچوں سے کہہ رہی تھی کہ اب پانی کے لئے پریشان نہ ہونا اس لئے کہ
میرا شیر سا چچا پانی لینے کے لئے گیا ہے۔ اب ہم پیاسے نہیں رہیں گے۔ دشمن

فوج کا حال یہ تھا کہ حضرت عباسؑ کو دیکھ کر یزیدی فوج میں بھگدڑ مچ گئی لوگ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ حضرت عباس نے ایک ہی حملہ میں ایک سو بیس دشمنوں کو تہہ تیغ کیا اور فرات میں داخل ہو گئے۔ حضرت عباسؑ کا بھی پیاس سے عجیب حال تھا۔ مگر وفائے عباس یہ کیسے گوارا کر لیتی کہ سکینہ پیاسی رہے اور عباسؑ پانی پی لیں۔ چلو میں پانی لیا اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی پیاس کو یاد کر کے رونے لگے اور چلو میں جو پانی لیا تھا اسے پھینک دیا اور سوکھی ہوئی مشک سکینہ بھر کر فرات سے پیاسے نکل آئے۔ جب پسر سعد نے دیکھا کہ عباس مشکیزہ میں پانی بھر کے خیمے کی طرف جانے والے ہیں تو لشکر سے کہا کیا دیکھتے ہو دیکھو پانی خیام حسینی تک نہ جانے پائے۔ چاروں طرف سے عباسؑ کو گھیر لو۔ یہ سن کر یزیدی لشکر حضرت عباس پر حملہ کرنے لگا مگر جناب عباسؑ دشمن کی صفوں کو چیرتے پھاڑتے خیمے کی طرف چلے جا رہے تھے مگر مسلسل حملوں سے خون بہنے لگا اور اسی عالم میں ایک ظالم نے آپ کا داہنا ہاتھ تلوار سے کاٹ دیا لمحہ بھر کے لئے علم تھوڑا سا جھکا سکینہ کی نظر علم پر تھی جب علم جھکا تو سکینہ کا ننھا سا دل دھڑکنے لگا اور کہا خدا جانے میرے چچا پر کیا گذر گئی کہ علم نظر نہیں آتا لیکن جب عباسؑ نے فوراً بائیں ہاتھ میں علم کو لیا سکینہ علم کو دیکھ کر پھر خوش ہو گئیں کہ میرا چچا پانی لے کر آ رہا ہے۔ مگر عزادارو۔ عباسؑ کا بایاں ہاتھ بھی ایک شقی نے قلم کر دیا اور جب دونوں ہاتھ کٹ گئے تو لشکر حسینی کا علم زمین پر گر پڑا۔ علم تو گر گیا مگر کسی طرح مشکیزہ سنبھالے رکھا اور مشک کا تسمہ دانتوں میں دبا لیا اور خیمے کی طرف بڑی تیزی سے گھوڑے کو بڑھاتے رہے مگر حرملہ نے مشک سکینہ پر ایسا تیر مارا کہ پانی بہہ گیا اب حضرت عباسؑ کا دل ٹوٹ گیا پھر تیروں کی بارش ہونے لگی یہاں تک کہ ایک تیر آنکھ میں

پیوست ہو گیا اور اسی اثناء میں ایک ظالم نے ایک گرز سر پر مارا اب حضرت عباس گھوڑے پر سنبھل نہ سکے بے اختیار زمین پر گر پڑے عزادارو ہر گرنے والا جب بلندی سے گرتا ہے تو زمین پر ہاتھوں کو ٹیک دیتا ہے مگر جس کے دونوں ہاتھ ہی کٹ گئے ہوں وہ کیا کرے ابوالفضل العباس سر کے بل زمین پر گرے۔

امام وقت کو آواز دی۔ امام حسین نے جیسے ہی عباسؑ کی آواز سنی۔ تڑپ کر گر پڑے اور فرمایا اَلْاٰن اِنْ کَسَرَ ظَهْرِی وَقَلَّتْ حِیْلَتِی۔ ہائے میری کمر ٹوٹ گئی اور راہ چارہ مسدود ہو گئی۔

امام حسینؑ جانب مقتل روانہ ہوئے تو دو جگہ جھک کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور بڑی تیزی سے حضرت عباسؑ کے سرہانے آئے اور جلتی ہوئی زمین پر بیٹھ گئے اور سر عباس اٹھا کر زانو پر رکھا ؎

بھائی کہا اور لاش سے لپٹے شہ والا
ہونٹوں کو ملا ہونٹوں پہ منہ پیار سے چوما
رو رو کے کہا آنکھ تو کھولو مرے شیدا
کچھ باتیں کرو ہم سے کہو دل کی تمنّا
ہے ہے یہ مرے سامنے کیا ہوتا ہے بھائی
تم مرتے ہو شبیرؑ تمھیں روتا ہے بھائی

حسینؑ نے کہا عباسؑ آنکھ کھولو اور گفتگو کرو۔ کہا مولا آپ کی زیارت تو کرنا چاہتا ہوں۔ مگر ایک آنکھ میں تیر پیوست ہے دوسری آنکھ میں سر کا خون جم گیا ہے۔ میرے دونوں ہاتھ کٹ گئے ورنہ میں آپ کو زحمت نہ دیتا اور اپنے ہاتھوں سے ہی تیر نکال لیتا اور خون صاف کر لیتا۔ حسینؑ نے یا علیؑ کہہ کر ایک

آنکھ سے تیر نکالا اور دامن سے دوسری آنکھ کا خون صاف کیا۔ حضرت عباسؑ نے حسرت بھری نگاہوں سے بھائی کو دیکھا اور فرمایا مولا اگر مجھ سے نصرت میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو معاف فرمائیے گا۔ امام نے فرمایا عباسؑ یہ کیا کہتے ہو۔ ہاں کچھ وصیت ہو تو بیان کرو کہا مولا وصیت یہ ہے کہ میری لاش خیمے میں نہ لے جائیے گا اس لئے کہ سکینہ سے پانی کا وعدہ کیا تھا مگر ہائے خیمے میں پانی نہ پہنچا سکا۔ میں اپنی بھتیجی سے شرمندہ ہوں۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا عباسؑ میری بھی ایک تمنا ہے کہ آج تک تم مجھے آقا اور مولا ہی کہتے رہے۔ کبھی مجھے بھائی کہہ کر نہیں پکارا۔ اس لئے ایک بار مجھے بھائی کہہ کر پکارلو حضرت عباس نے کہا مولا میری ماں نے مجھ سے یہ تاکید کی ہے کہ تم حسینؑ کو ہمیشہ آقا اور مولا سمجھنا اور کہنا۔ لیکن حکم امام ہے اس لئے تیار ہوں۔ بس بھائی کہتے ہی روح پرواز کر گئی امام حسینؑ نے عباس کا لاشہ وہیں چھوڑ دیا اور مشک و علم لیکر خیمے کی طرف چلے۔ جناب سکینہ نے دور سے مشک و علم دیکھا تو آواز دی بچو! کوزے لے کر آؤ میرا چچا پانی لے کر آرہا ہے۔ بالی سکینہ کی آواز سن کر پیاسے بچے ہاتھوں میں کوزے لے کر در خیمہ پر آگئے۔ حسینؑ نے کہا بیٹی سکینہ۔ تیرے چچا کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ مشکیزہ چھد گیا۔ سکینہ تڑپ کر رونے لگی ہائے میرے چچا ہائے میرے اچھے چچا۔ میری محبت میں آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ کاش میں پانی لینے کے لئے آپ کو نہ بھیجتی ؎

مقتل سے روتے پیٹتے گھر میں حسینؑ آئے بیٹھی ہوئی تھیں بیبیاں ماتم کی صف بچھائے
خوں میں بھرا ہوا علی اکبر علم جو لائے اک غل ہوا کہ مر گئے عباسؑ ہائے ہائے

سر کھولنے کو زوجہ عباس ہٹ گئی
منہ پیٹ کر علم سے سکینہ لپٹ گئی

آہ۔ آہ۔ جب علم خیمے کے اندر آیا تو کہرام برپا ہو گیا۔ عباسؑ کے خون سے علم کا پھریرا رنگین تھا۔ اہلحرم نے علم سے لپٹ کر اس طرح بین کیئے کہ آسمان پر ملائکہ رونے لگے بیبیاں تڑپ تڑپ کر وا عباساہ کے نعرے مارتی تھیں۔
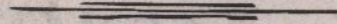
نوحہ

مرے شبیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۱

یہ فریاد کرتی تھی زینب تڑپ کر
مرے شیر عباسؑ آجاؤ بھیا
لعیں نے جلا ڈالے زینبؑ کے سب گھر
مرے شیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۲

سلایا ہے بچوں کو میں نے زمیں پر
ہے کیسا پڑا وقت ان نازنیں پر
نہ قاسمؑ نہ عونؑ و محمدؑ نہ اکبرؑ
مرے شبیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۳

لئے اپنے ہاتھوں میں ٹوٹا سا نیزہ
میں خود آج کرتی ہوں بچوں کا پہرہ
بہن کی مدد کو ترائی سے اٹھ کر
مرے شبیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۴

جلایا گیا میرے بھیا جو خیمہ
تو جلنے لگا تھا سکینہ کا کرتہ
بجھائی تھی خود اپنے ہاتھوں سے فضہ
مرے شیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۵

ہر اک سمت مقتل میں لاشے پڑے ہیں
خیام حرم دیکھو سب جل گئے ہیں
ہیں بیٹھی ہوئی بی بیاں اب زمیں پر
مرے شبیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۶

زمیں پر سکینہ تو غش میں پڑی ہے
بہن پر عجب بے کسی کی گھڑی ہے
بھتیجی بہت پیاسی ہے مشک لیکر
مرے شبیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۷

بڑا ناز تھا تم پہ زینبؑ کو بھیا
تمھیں سے تو قائم تھا زینبؑ کا پردہ
نہیں اب تو باقی ردا میرے سر پر
مرے شیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۸

مرا صحن خانہ میں سر کھل گیا تھا
تو اک روز وہ تھا کہ سورج نہ نکلا
مگر آج ہیں بیبیاں سب کھلے سر
مرے شبیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۹

مدینے سے کس شان کے ساتھ لائے
مگر اب تو سوتے ہو شانے کٹائے
سوار آج بھی کر دو میرے برادر
مرے شبیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۱۰
جنازہ مری ماں کا شب میں اٹھا تھا
مگر آج زینبؑ ہوئی سر برہنہ
مرا سر چھپا دو ردا اک اڑھا کر
مرے شیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۱۱
اگر ہوتے عباسؑ تم آج زندہ
تو زینبؑ کا سر اس طرح سے نہ کھلتا
رسن یوں نہ شانوں میں بندھتی جکڑ کر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیا

۱۲
رسن شانوں میں جب گھڑی بندھ رہی تھی
عجب حسرتوں سے بہن دیکھتی تھی
بلاتی تھی بھائی کو آنسو بہا کر
مرے شیر عباس آجاؤ بھیا

۱۳
عزادار زینبؑ کی فریاد سن کر
تڑپتا تھا لاشہ اخی کا نہر پر
مدد کے لئے جب بلاتی تھی خواہر
مرے شیر عباسؑ آجاؤ بھیا

۱۴
ظفر جب چلا قافلہ قید ہو کر
تو زینبؑ نے اپنے بندھے ہاتھ اٹھا کر
کہا السلام علیک برادر
مرے شیر عباسؑ آجاؤ بھیا

مجلس ۶

شہادت حضرت علی اکبرؑ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم۔
اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا۔ قرآن مجید میں خلاق کائنات ارشاد فرماتا ہے کہ مال اور اولاد زندگانیٔ دنیا کے لئے زینت ہے۔ ہر والدین کو اپنے بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ بیٹا آنکھوں کی ٹھنڈک، عصائے پیری۔ اور راحت جاں ہوتا ہے۔ پھر وہ بیٹا جو شبیہ پیغمبر بھی ہو ایسا بیٹا اگر مرنے کی رضا طلب کرے تو باپ کے دل پر کیا گذرے گی۔

عزادارو۔ کربلا کے میدان میں جب لشکر حسینی میں حضرت علی اکبرؑ کے سوا اور کوئی نہ رہ گیا تو علی اکبرؑ حسینؑ کی خدمت میں آئے اور کہا بابا مجھے بھی مرنے کی اجازت دیجئے باپ نے بیٹے کو حسرت بھری نظر سے دیکھا اور تڑپ کے کہا میرے لال کیا کوئی باپ بھی بیٹے کو مرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ مگر بیٹا یہ وقت وقت کی بات ہے کہ کل میرے نانا نے میری جان بچانے کے لئے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان

کر دیا تھا اور آج دین بچانے کے لئے تمہاری قربانی اور خون کی ضرورت ہے۔ بیٹا میں اجازت تو دیتا ہوں۔ مگر پہلے خیمے میں جا کر ماں اور پھوپھی سے رخصت ہو آؤ علی اکبرؑ خیمے میں آئے۔ بیبیوں نے چاروں طرف سے علی اکبرؑ کو حلقہ میں لے لیا اور تڑپ تڑپ کر رونے لگیں خاص کر ثانیٔ زہرا حضرت زینبؑ کا عجیب حال تھا زینبؑ کہتی ہیں بیٹا کیا میں نے تم کو اسی لئے اٹھارہ برس پالا تھا کہ تم عالم غربت میں ہمارا ساتھ چھوڑ دو۔ ادھر ام لیلیٰ فریاد کر رہی ہیں نور نظر اکبر تمہارے لئے مرے دل میں بڑے ارمان تھے بیٹا۔ تیری شادی رچانے کا ارمان تجھے دولھا بنانے کا ارمان سب خاک میں مل گیا۔ بیٹا اکبر ہر بیٹا اپنی مجبور ماں کی زندگی کا سہارا ہوتا ہے۔ مگر میری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ تیری چاند سی صورت خاک و خون میں غلطاں دیکھوں۔ بہرحال بیٹا جاؤ خدا حافظ سب سے رخصت ہو کر علی اکبرؑ چلنے لگے بیبیوں نے پھر دامن تھام لیا حمید بن مسلم کہتا ہے کہ علی اکبرؑ جب رخصت آخر کے لئے خیمے میں آئے تو خیمے کا پردہ بار بار اٹھتا تھا اور گرتا تھا ایسا لگتا تھا کہ جب علی اکبرؑ خیمہ سے نکلنا چاہتے تھے تو بیبیاں دامن تھام لیتی تھیں بالآخر علی اکبر خیمے سے یوں برآمد ہوئے کہ جیسے کسی بھرے گھر سے کسی جوان کی میت نکل رہی ہو۔

الحرم سے رخصت ہو کر علی اکبرؑ امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور کہا بابا مجھے میدان جنگ کی طرف رخصت کیجئے۔ حسینؑ نے علی اکبرؑ کو رخصت کیا اور کہا خداوندا گواہ رہنا میرا وہ فرزند مجھ سے جدا ہو رہا ہے جو صورت و سیرت میں رسول سے مشابہ تھا۔ خداوندا جب میں تیرے رسولؐ کی زیارت کرنا چاہتا تھا تو اپنے اکبر کو دیکھ لیا کرتا تھا حسینؑ نے جب علی اکبر کو رخصت کیا تو فرمایا بیٹا جب تک سا سنا رہے مڑ مڑ کر

ضعیف باپ کو دیکھتے رہنا۔ علی اکبرؑ ابھی تھوڑی دور چلے تھے کہ اپنے پیچھے کسی کے آنے کی آواز سنی مڑ کر دیکھتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ضعیف باپ کمر تھامے ہوئے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے علی اکبرؑ نے کہا بابا آپ واپس جائیں آپ تو مجھے رخصت کر چکے ہیں۔ حسینؑ نے ایک جملہ کہا بیٹا اگر تم صاحب اولاد ہوتے تو اندازہ ہوتا کہ اس وقت حسینؑ کے دل پر کیا گذر رہی ہے۔ باپ کو الوداع کہہ کر علی اکبر میدان میں آئے۔ ہاشمی شیر نے اس طرح حملہ کیا کہ ایک سو بیس دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب علی اکبرؑ مصروف جنگ تھے تو حسینؑ ایک بلندی پر کھڑے ہوئے علی اکبرؑ کی جنگ دیکھ رہے تھے اور ام لیلیٰ در خیمہ پر کھڑی ہوئی حسینؑ کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے تھیں کہ ایک بار حسینؑ کے چہرے کا رنگ بدلا ام لیلیٰ گھبرا گئیں۔ آواز دی میرے وارث میرا بچہ کس حال میں ہے۔ کہا لیلیٰ ایک بہادر مقابلے پر آ گیا ہے جاؤ دعا کرو کہ میں نے نانا سے سنا ہے کہ ماں کی دعا بیٹے کے حق میں جلدی قبول ہوتی ہے۔ ام لیلیٰ خیمہ میں آئیں بیبیوں کو جمع کیا اور کہا جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ اور ام لیلیٰ نے دعا کی کہ اے یوسف کو یعقوب سے ملانے والے خدا میرے علی اکبرؑ کو بھی مجھ سے ملا دے دعا قبول ہوئی۔ پیاسے علی اکبر دشمن کو قتل کر کے میدان سے واپس آئے اور حسینؑ سے کہا بابا اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو میں ان ظالموں کو بتا دوں کہ بنی ہاشم کے شیر کس طرح لڑتے ہیں حسینؑ نے کہا میرے لال پانی تو نہیں ہے اپنی زبان میرے منھ میں دے دو علی اکبرؑ نے اپنی زبان حسینؑ کے منھ میں رکھی اور فوراً نکال لی۔ اور کہا بابا آپ کی زبان تو مجھ سے زیادہ خشک ہے۔

عزادارو۔ ادھر علی اکبرؑ حسینؑ کے پاس آئے ادھر دشمنوں

میں یہ مشورہ ہونے لگا کہ علی اکبرؑ پر کس طرح قابو پایا جائے تو شمر نے کہا جب تک
ہم نے عباسؑ کے شانے دھوکے سے نہیں کاٹ لئے تب تک وہ قابو میں نہیں
آئے تھے علی اکبرؑ بھی انھیں کے بھتیجہ ہیں۔ پھر طے پایا کہ جب علی اکبرؑ میدان
میں آئیں اور حملہ آور ہوں تو چھپ کر ایک سپاہی دھوکے سے نیزہ مار دے
چنانچہ علی اکبرؑ دوسری مرتبہ مقتل میں آئے تو سنان ابن
انس نے ایسا نیزہ علی اکبرؑ کے سینے پر مارا کہ وہ نیزہ سینہ توڑتا ہوا کلیجہ
میں پیوست ہو گیا سینے سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ اب شہزادہ گھوڑے پر سنبھل نہ
سکا آواز دی بابا۔ میرا آخری سلام لو۔ امام حسینؑ نے بیٹے کی آواز سنی تو کمر
تھامے ہوئے گرتے پڑتے چلے اور کہتے جاتے تھے ؎

چلاتے تھے کہ باپ کے پیارے کدھر گئے
اے نور چشم آنکھوں کے تارے کدھر گئے
اے میری زندگی کے سہارے کدھر گئے
پہونچا کے ہم کو گور کنارے کدھر گئے
اندھیر ہے جہاں نہ تمہیں پائیگا حسینؑ
آواز دو گے تم تو چلا آئے گا حسینؑ

اے ارض کربلا مرا دلبر کہاں گیا
اے دشت نینوا مہ انور کہاں گیا
مقتل میں ہم شبیہ پیمبر کہاں گیا
اے نہر علقمہ علی اکبرؑ کہاں گیا
نکلا ہوں میں جوان پسر کی تلاش کو
بتلا مجھے مرے در یکتا کی لاش کو

حسینؑ بار بار کہہ رہے تھے یا علیؑ یا علیؑ شاید نجف کے علیؑ کو مدد
کے لئے پکار رہے تھے اور کربلا کے علیؑ کو آواز دے رہے تھے یہ بھی کہتے جاتے
تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اے بیٹا تیرے بعد اب اس زندگانی دنیا
پر خاک ہے۔ امام حسینؑ بیٹے کے پاس آئے اور سرہانے بیٹھ گئے۔ دیکھا جوان

بیٹا ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور ایک ہاتھ سینے پر ہے۔ امام نے پوچھا بیٹا ایک
ہاتھ سینے پر کیوں رکھے ہوئے ہو۔ کہا بابا سینے میں نیزہ در آیا ہے۔ بڑی تکلیف
ہو رہی ہے بس حسینؑ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور آستین الٹ کر علی اکبرؑ کے
سینے میں نیزے کا پھل نکالنے کے لئے ہاتھ ڈالا۔ کئی جھٹکے دیئے مگر نیزہ نہ
نکلا۔ بس ایک مرتبہ یا علیؑ کہہ کر نیزہ نکالا تو ساتھ میں کلیجہ بھی نکل آیا۔ زمین
کربلا ہل گئی۔ اب علی اکبر نے کہا بابا آپ میری طرف سے منھ پھیر لیجئے۔ اس
لئے کہ سنتا ہوں کہ جوان کا دم بڑی مشکل سے نکلتا ہے۔ روح جسم سے نکل گئی
باپ کے سامنے جوان بیٹا مر گیا حسینؑ اپنے جوان بیٹے کا لاشہ خیمے کی طرف لے
چلے مگر تین دن کا بھوکا پیاسا ستاون برس کا ضعیف جوان بیٹے کا لاشہ
مقتل سے خیمے تک لے جا نہ سکا۔ تو لاشہ زمین پر رکھ دیا اور در خیمہ
پر کھڑے ہوئے بچوں کو پکارا آؤ بچو مجھے سہارا دو اس لئے جوان بیٹے کی
میت اکیلا نہیں اٹھا پا رہا ہوں۔ کسی طرح حسینؑ علی اکبرؑ کا لاشہ خیمے میں لائے
بیبیوں میں کہرام برپا تھا زینبؑ نے علی اکبرؑ کے لاشے پر اپنے کو گرا دیا
اور کہا ؎

ہے ہے مرے دلبر مرے جانی مرے پیارے
تم مر گئے میں مر نہ گئی ساتھ تمہارے
اب کون اٹھائے گا جنازہ کو ہمارے
تم بھی نہ رہے عون و محمد بھی سدھارے
آرام بہت کم مری قسمت میں لکھا تھا
پیری میں یہ ماتم مری قسمت میں لکھا تھا

حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ علی اکبرؑ کی شہادت سے پہلے بی بی زینبؑ
کی چادر سفید تھی مگر علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد چادر سرخ ہو گئی جب کہ جوان
بیٹے کی شہادت کے بعد سرخ چادر اوڑھنا مناسب نہ تھا۔ ارے حمید۔ زینبؑ

کی سفید چادر کیوں نہ سُرخ ہو جائے کہ زینبؑ نے سراپا اپنے کو لاش علی اکبرؑ پر گرا دیا تھا۔

جب لاشۂ علی اکبرؑ خیمہ میں آیا تو ام لیلیٰ کا عجیب عالم تھا ماں کی نا متا جوان بیٹے کی میت دیکھ کر تڑپنے لگی اور کہنے لگیں ۔

بیٹا علی اکبرؑ ۔

ہے ہے لہو میں بھیگیں مسیں تیری آہ آہ — ہے ہے میں کرنے پائی نہ پیار کا ابیاہ
ہے ہے تجھے نہ مرگ جوانی نے دی پناہ — ہے ہے اجل نے میرا بھرا گھر کیا تباہ

ہے ہے یہ کیسا دار ستمگر کا چل گیا
جو توڑ کر کلیجہ کو نیزہ نکل گیا

عزادارو! کربلا کے میدان میں جب قاصد صغریٰ آیا۔ اور فاطمہ صغریٰ کا خط امام کو دیا اس خط میں صغریٰ نے علی اکبرؑ کو مخاطب کر کے لکھا تھا ۔

بھیا تمہیں ہماری محبت ذرا نہیں — سچ کہتے ہیں کہ خلق میں رسم وفا نہیں
طولِ غمِ فراق کی کچھ انتہا نہیں — تقدیر سے گلا ہے کسی سے گلہ نہیں

کس سے کہوں جو مجھ پہ مصیبت گذر گئی
پوچھا نہ تم نے جیتی ہے صغریٰ کہ مر گئی

امام حسینؑ قاصد کا ہاتھ پکڑ کر علی اکبر کے لاشے پر لائے ۔

دیکھا جو شہ نے قاصد صغریٰ ہے بیقرار — سر پیٹ کر زمیں پہ گرا وہ نکو شعار
کر ڈالا دستِ غم سے گریباں کو تار تار — چلایا سر کو پیٹ کے یا شاہ نامدار

بتلایئے یہ کس مہ انور کی لاش ہے
شہؑ نے کہا یہی علی اکبرؑ کی لاش ہے

نوحہ

شبیہ نبیؐ اکبر نوجواں

۱
شبیہ نبیؐ اکبر نوجواں
امام شجاعت علیؑ کے نشاں
ترے غم میں روتا ہے سارا جہاں
شبیہ نبیؐ اکبر نوجواں

۲
کہاں دو کے مادر ... ل سے لگالوں
مرے لال آ تجھ کو دولہا بنالوں
پدر کے سکوں ماں کے روح رواں
شبیہ نبیؐ اکبر نوجواں

۳
کمر تھامے رن میں پدر ڈھونڈھتا ہے
ادھر ڈھونڈھتا ہے ادھر ڈھونڈھتا ہے
پھر اک بار آواز دو میری جاں
شبیہ نبیؐ اکبر نوجواں

۴
زمانے کو احمدؐ کا جلوہ دکھادو
پھر اک بار آواز اپنی سنادو
کہو ظہر کی بیٹا اٹھ کر اذاں
شبیہ نبیؐ اکبر نوجواں

۵

پدر آگیا خواب غفلت سے چونکو
کہاں درد ہوتا ہے منہ سے تو بولو
کہ آنے لگیں موت کی ہچکیاں
شبیہِ نبیؐ اکبر نوجواں

۶

غضب ہے قیامت ہے اے میرے جانی
تمہیں اشقیا نے پلایا نہ پانی
نکل آئی ہے منہ سے باہر زباں
شبیہِ نبیؐ اکبر نوجواں

۷

سوئے نہر منھ کر کے شہ نے پکارا
چلے آؤ عباسؑ دے دو سہارا
اٹھاتا ہوں پیری میں لاشِ جواں
شبیہِ نبیؐ اکبر نوجواں

۸

کوئی بہر امداد آتا نہیں ہے
ہمیں ظالموں سے چھڑاتا نہیں
خبر میری لو آکے تسکین جاں
شبیہِ نبیؐ اکبر نوجواں

مجلس ۴

شہادت علی اصغرؑ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہٖ وسلم۔ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَام۔

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس لئے فطری طور پر ہر بچہ مائل بہ اسلام ہوتا ہے مگر اس وقت میں اس بچے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جس نے اسلام کے لئے جان دیدی۔ یہ وہ بچہ ہے کہ جو ۱۱ رجب ۶۰ھ کو پیدا ہوا اور ۱۰ محرم ۶۱ھ کو اسلام کی خاطر شہید ہو گیا۔

عزادارو! اس مجاہد کا نام علی اصغرؑ ہے۔ اٹھائیس رجب ۶۰ھ کو جب قافلۂ حسینی مدینۂ منورہ سے روانہ ہوا تو فاطمہ صغریٰ بہت بے چین و بے قرار تھیں اور قافلے کے پیچھے گرتی پڑتی چلی آرہی تھیں کسی نے امام حسینؑ کو بتایا کہ مولا آپ کی بیمار بیٹی صغریٰ قافلے کے پیچھے پیچھے آرہی ہے امام نے دوبارہ قافلہ روکا جناب فاطمہ صغریٰ قافلے کے قریب پہونچی امام نے بیٹی کو شفقت سے گود میں اٹھایا اور کہا بیٹی تم بیمار ہو ورنہ ہم ساتھ لے چلتے۔ صغریٰ نے کہا بابا

اگر ساتھ نہیں لے چلنا ہے تو ایک بار سب سے اور ملا دیجئے۔ الغرض سب بیبیاں عماریوں سے اتریں اور فاطمہ صغریٰ ایک ایک کر کے سب سے رخصت ہوئیں۔ یہاں تک کہ ماں کے پاس پہونچی گود میں اٹھارہ دن کے علی اصغرؑ کو دیکھا تو بہن نے پیار سے اپنی گود میں لے لیا اور پیار کرنے لگیں۔ علی اصغرؑ نے بھی بہن کے گلے میں باہیں ڈال دیں ماں نے چاہا کہ علی اصغرؑ کو واپس لے لیں لیکن علی اصغرؑ نے بہن کی گود نہ چھوڑی یہاں تک کہ ایک ایک بی بی آگے بڑھی مگر علی اصغرؑ بہن کی گود ہی میں رہے تب فاطمہ صغریٰ نے کہا میرے بھیا کو کوئی خود سے نہ لے بلکہ میرا بھیا اپنی مرضی سے میری گود سے چلا جائے تو لے جائیے چنانچہ ایک ایک بی بی آگے بڑھی مگر علی اصغرؑ نے بہن کی گود نہ چھوڑی تو امام حسینؑ خود فاطمہ صغریٰ کے پاس آئے اور علی اصغرؑ کے کان میں کچھ کہا تو علی اصغرؑ حسینؑ کی گود میں آگئے فاطمہ صغریٰ تڑپنے لگیں ہائے میرا بھیا اصغر۔

عزادارو! مدینہ سے جو قافلہ اٹھائیس رجب کو چلا تھا وہ دو محرم کو کربلا وارد ہوا۔ کربلا کے چٹیل میدان میں دسویں محرم ۶۱ھ کو جب حسین ابن علیؑ کے اصحاب و انصار اَعزّا و اقربا شہید ہو چکے تو مظلوم حسینؑ نے آواز استغاثہ بلند کی هَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا۔ هَلْ مِنْ مُغِیْثٍ یُغِیْثُنَا، اس صدائے استغاثہ پر شہیدوں کے لاشے تڑپنے لگے۔ کٹی ہوئی گردنوں سے لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ یا ابن رسول اللہ کی آواز مقتل میں گونج رہی تھی اس دردناک آواز استغاثہ کے بعد حسینؑ خیمے کی طرف مڑے تو ثانیٔ زہرا کے رونے کی آواز سنی امام نے رونے کا سبب پوچھا تو جناب زینبؑ نے کہا بھیا آپ کی آواز استغاثہ میں وہ اثر تھا کہ علی اصغرؑ نے اپنے کو جھولے سے گرا دیا ہے امام حسینؑ نے فرمایا بہن میرے بچے کو میرے حوالے کر دو۔ چنانچہ حسینؑ نے علی اصغرؑ کو اپنی گود میں لیا۔ بچہ پیاس سے جاں

بلب تھا حسینؑ علی اصغرؑ کو میدان میں لائے اور ظالم فوج کے سامنے علی اصغرؑ پیش کر کے فرمایا اگر میں تمہارے نزدیک خطاوار ہوں تو اس بچے کی تو کوئی خطا نہیں ہے اسے تھوڑا سا پانی دے دو۔ ظالموں نے کہا اے حسینؑ اگر پوری دنیا پانی ہو جائے تب بھی ایک قطرہ پانی نہ ملے گا حسینؑ نے علی اصغرؑ کو جلتی زمین پر لٹا دیا اور کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس بچے کے بہانے حسینؑ پانی پی لے گا تو آ کر خود بچے کو پانی پلا دو۔ تب بھی سنگدل فوج نے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا۔ حسینؑ نے علی اصغرؑ کو گود میں لے لیا اور کہا بیٹا علی اصغرؑ ذرا ان ظالموں پر اپنی پیاس ظاہر کر دو۔ یہ سن کر علی اصغرؑ نے اپنی سوکھی زبان ہونٹوں پر پھیرنا شروع کی یہ وہ کربناک منظر تھا کہ سنگدل فوج منھ پھیر کر رونے لگی۔ عمر سعد نے فوج میں یہ انقلاب دیکھا تو کہا اے حرملہ کیا دیکھ رہا ہے اِقْطَعْ کَلَامَ الْحُسَیْنِ فوراً تو اس بچے کو تیر مار کر قتل کر دے۔ بس عزادارو۔ حرملہ نے تیر و کمان سنبھال کر جو تیر چلایا وہ گلوئے علی اصغرؑ پر لگا اور بچہ باپ کے ہاتھوں پر الٹ گیا۔ اور خون بہنے لگا۔

قطرہ خوں کا زخم سے گردن کے بہہ گیا
جتنا پیا تھا دودھ لہو بن کے بہہ گیا

گلوئے علی اصغر سے جو خون بہہ رہا تھا حسینؑ نے چلو میں خون کو لیا اور آسمان کیطرف پھینکنا چاہا آسمان سے آواز آئی مولا ایک قطرہ بھی اگر ادھر آگیا تو قیامت تک پانی نہیں برسے گا۔ ابو تراب کے بیٹے نے خون ناحق زمین کی طرف پھینکنا چاہا تو زمین سے آواز آئی مولا ایک قطرہ بھی ادھر آگیا تو قیامت تک دانہ نہ اُگے گا تب لاش علی اصغرؑ سے مخاطب مولا نے فرمایا۔

انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغر تمہارے خوں کا ٹھکانا کہیں نہیں

مجبور ہو کر خون علی اصغرؑ حسینؑ نے اپنے چہرہ پر مل لیا اور کہا اب میں اسی طرح روز حشر نانا سے ملاقات کروں گا پھر حسینؑ لاشہ خیمے کی طرف لے کر چلے مگر آگے نہیں بڑھتے یہ کہتے ہوئے پیچھے ہٹے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن رِضًا بِقَضَائِہٖ وَتَسْلِیْمًا لِاَمْرِہٖ۔ سات مرتبہ حسینؑ نے ایسا ہی عمل انجام دیا جسے ہم روز عاشورہ بجالاتے ہیں حسینؑ خیمے کے پاس جانے کے لئے اس لئے تردد میں ہیں کہ علی اصغرؑ کو پانی پلانے کے لئے لائے تھے مگر علی اصغرؑ شہید ہو گئے آخر اب رباب کو جواب کیا دیں گے۔ اس کشمکش میں حسینؑ در خیمہ پر آئے آواز دی ام رباب۔ اپنے بچے کو لے جا جناب رباب سے پہلے جناب سکینہؑ آئیں اور کہا بابا آپ بھیا کو پانی پلالائے اور میں پیاسی کی پیاسی رہ گئی لیکن جب حسینؑ نے علی اصغرؑ کو سکینہ کی گود میں دیا بہن نے بھائی کا چھدا ہوا گلا دیکھا تو سکینہ نے اک چیخ ماری اور کہا اماں۔ بھیا مر گیا۔ یہ سن کر رباب آگئیں اور بچے کو گود میں لے کر پیار کرنے لگیں لبوں کو چوما۔ پیشانی کا بوسہ لیا اور جب ماں کی مامتا تڑپی تو کہا میرے لال علی اصغرؑ تمہارے سن کے تو جانور بھی ذبح نہیں ہوتے مگر ہائے تم شہید کر دیئے گئے۔

بیبیوں کے دیدار آخر کے بعد حسینؑ بچے کو لے کر پشت خیمہ پر آئے بائیں بغل میں لاشے کو سنبھالا اور داہنے ہاتھ سے ذوالفقار کے ذریعہ قبر کھودنا شروع کیا زمین تپ رہی تھی کہ امام نے اصغرؑ کا لاشہ جلتی زمین پر نہیں رکھا۔ قبر کھودتے ہوئے دفعتاً ذوالفقار سے رونے کی آواز آئی صاحب ذوالفقار کے بیٹے نے پوچھا اے بابا کی ذوالفقار تو رو کیوں رہی ہے ذوالفقار سے آواز آئی مولا میرا کام تو دشمنوں کو قتل کرنا تھا میں یہ نہیں جانتی تھی کہ کربلا میں آ کر چھ ماہ کے بچے کی قبر بھی کھودنا ہو گی۔ بالآخر حسینؑ نے علی اصغر کو سپرد

لحد کر دیا۔ عزادارو! میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکا جاتا ہے مگر ہائے رے حسینؑ کی غربت ؎

پانی نہ تھا جو شاہ چھڑکتے مزار پر
آنسو ٹپک پڑے لحد شیر خوار پر

مظلوم امام اتنا روئے کہ قبر آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد ؎

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے
شبیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

حسینؑ نے علی اصغرؑ کا لاشہ دفن کر کے دستِ ظلم سے محفوظ کر دیا۔ مگر عزادارو جب شہیدوں کے سر نوک نیزہ پر بلند کئے گئے تو عمر سعد کے حکم سے علی اصغر کی میت بھی زمین سے نکالی گئی اور چھ ماہ کے بچے کا سر بھی قلم کر کے نوک نیزہ پر بلند کیا گیا۔

مظلوم حسینؑ جب علی اصغرؑ کو سپردِ لحد کر کے میدان میں آئے تو علم امامت سے جانا کہ قاصد صغریٰ آیا چاہتا ہے۔ مگر فوجوں کی کثرت مجھ تک پہونچنے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے اس لئے حسینؑ نے ایک زبردست حملہ کیا جس حملے سے دور دور تک میدان صاف ہو گیا اور شام کی فوج در کوفہ سے ٹکرا گئی اب قاصد صغریٰ کے لئے راستہ صاف ہو گیا امام حسینؑ کی خدمت میں قاصد صغریٰ پہونچا امام کو سلام کیا امام نے جواب سلام دیا اس کے بعد قاصد صغریٰ نے ایک خط اور ایک کرتا امام کے حوالے کیا قاصد نے کہا مولا آپ کی بیٹی نے زبانی پیغام بھی کہلوایا تھا پہلا پیغام تو یہ ہے کہ آپ کی بیمار بیٹی نے کہا ہے کہ اب میرا بھیا علی اصغرؑ گھٹنوں چلنے لگا ہو گا اس لئے اگر گھٹنوں چلتے چلتے در خیمہ تک آ جائے تو میری طرف سے پیار کرنا۔ اور دوسرا پیغام یہ کہا ہے

کہ جو کرتا میں بھیج رہی ہوں یہ میں نے بڑی تمناؤں سے علی اصغرؑ کے لیے تیار کیا ہے اسے علی اصغرؑ کو پہنا دیجئے گا امام نے قاصد صغریٰ کا ہاتھ پکڑا اور قبر علی اصغرؑ پر لے آئے پہلے تو فاطمہ صغریٰ کا بھیجا ہوا کرتا قبر علی اصغرؑ پر رکھا اور قاصد سے فرمایا ؎

جو شیر خوار کی تجھ کو تلاش ہے بھائی
یہ دیکھ لے علی اصغرؑ کی لاش ہے بھائی

نوحہ

۱

میرے اصغر ہائے اصغر

ماں یہ کہتی تھی ننھی لحد پر — میرے اصغر ہائے اصغر
مر گئے تیر گردن پہ کھا کر — میرے اصغر ہائے اصغر

۲

تجھ کو پردیس میں موت آئی — تھی یہ مجبور غم کی ستائی
دے سکی نہ کفن تجھ کو مادر — میرے اصغر ہائے اصغر

۳

خط وطن سے یہ صغریٰ نے لکھا — کیسا ہے میرا ننھا سا بھیا
گھٹنیوں چلتا ہو گا برادر — میرے اصغر ہائے اصغر

گھر ہے سنسان دل ہے پریشاں — کس سے بہلاؤں میں دل کو اماں
بھیج دو میرے اصغرؑ کو مادر — میرے اصغرؑ ہائے اصغرؑ

۵

جھولا آراستہ کر کے پیہم — اس تصور میں رہتی ہوں ہر دم
آ کے جھولے گا میرا برادر — میرے اصغرؑ ہائے اصغرؑ

۶

رن میں چھایا ہے ہر سُو اندھیرا — تم ہو سنسان جنگل میں تنہا
تیرے لینے کو آئی ہے مادر — میرے اصغرؑ ہائے اصغرؑ

۷

یہ بھی لکھا ہے دکھیا بہن نے — چومنا منھ کو میری طرف سے
پیار کرنا گلے سے لگا کر — میرے اصغر ہائے اصغر

۸

کر گئے میری آغوش ویراں — پیار کس کو کرے دکھ زدہ ماں
تیرے غم میں جیئے گی نہ مادر — میرے اصغر ہائے اصغر

۹

جھولا خالی ہے کس کو جھلاؤں — لوریاں دے کے کس کو سلاؤں
تم تو سوتے ہو تربت کے اندر — میرے اصغر ہائے اصغر

۱۰

جب وطن جاؤنگی میرے بیٹا — سب کی گودی کو دیکھے گی صغرا
پوچھے گی ہے کہاں میرا اصغر — میرے اصغر ہائے اصغر

۱۱

جب جواں ہوتے دولھا بناتی — سر پہ پھولوں کا سہرا چڑھاتی
رہ گئے دل کے ارماں مچل کر — میرے اصغر ہائے اصغر

۱۲

آؤ تجھ کو گلے سے لگا لوں — اپنے سینے پہ تجھ کو سلا لوں
چین پاؤ گے تربت میں کیونکر — میرے اصغر ہائے اصغر

۱۳

قید سے چھوٹ کے آئی ہوں بیٹا — لائی ہوں خوں بھرا تیرا کرتا
ہائے کس کو پہنائے یہ مادر — میرے اصغر ہائے اصغر

۱۴

لپٹی تربت سے بانوئے پر غم — پیٹ کے سر کو کہتی تھی اعظم
اب کہاں تم کو پائے گی مادر — میرے اصغر ہائے اصغر

مجلس ۸

شہادت حضرت امام حسینؑ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم۔
اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ پروردگار عالم قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ کے نزدیک دین بس اسلام ہے اسی دین کی نشر و اشاعت کے لئے اللہ نے اپنے حبیبؐ کو آخری رسول بنا کر بھیجا سر زمین عرب پر مبعوث برسالت کیا رسول نے اپنی تئیس سالہ تبلیغی زندگی میں تمام اصول دین اور فروع دین امت تک پہونچائے مگر رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی دین کے اصول و فروع میں ترمیم و تنسیخ کی جانے لگی یہاں تک کہ جب یزید تخت پر بیٹھا تو رسالت و وحی کا مذاق اڑانے لگا دین اسلام کو خطرے میں دیکھ کر حسینؑ چھوٹا سا قافلہ لیکر ۲ محرم ۶۱ھ کو کربلا آگئے اور دس محرم کو دین کی بقا کے لئے عظیم ترین قربانیاں راہ خدا میں پیش فرمائیں یہاں تک کہ علی اصغر کو دفن کرنے کے بعد اب خود حسین مظلوم اپنی شہادت کا عظیم نذرانہ بارگاہ خالق میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوئے تو آخری رخصت کے لئے خیمہ میں آئے۔ ساری بی بیوں نے امام کو اپنے حلقہ میں لے لیا امام حسینؑ عابد بیمار کے خیمے میں آئے بیمار بیٹا غش میں پڑا ہوا تھا

امام نے شانہ ہلا کر بیدار کیا سید سجاد نے اٹھنا چاہا مگر کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہ سکے۔ تو جناب زینبؑ نے بڑھ کر سہارا دیا جب بیٹے کی نظر امام حسینؑ پر پڑی تو سید سجاد پہچان نہ سکے۔ اس لئے کہ تیروں میں چھپے ہوئے تھے امام نے فرمایا بیٹا سجاد اب میں رخصت آخر کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں بیٹا اب تم امام [illegible] وقت ہو اہلحرم تمہارے حوالے ہیں۔ یہ سن کر سید سجاد نے پوچھا بابا جان میرے چچا عباس کہاں ہیں زینبؑ نے جب اس سوال کو سنا تو رونے لگیں اور اپنے بھائی کی طرف دیکھنے لگیں کہ میرا بھائی اس نازک سوال کا جواب کیا دیتا ہے۔ اس لئے امام حسینؑ شہادت عباس کو چھپائے ہوئے تھے مگر اب حسینؑ [illegible] کرتے فرمایا بیٹا [illegible] تمہارے چچا عباس شہید کر دیئے گئے یہ سن کر سید سجاد اتنا روئے کہ بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو سید سجاد نے پوچھا میرا بھیا علی اکبرؑ کہاں ہے میرا قاسم کہاں ہے بابا یہ آپ کے کپڑے خون میں رنگین کیوں ہیں تو امام نے فرمایا

س

اس واسطے کپڑے یہ مرے خوں میں بھرے ہیں
دم توڑ کے یہ سب مری گودی میں مرے ہیں

اے بیٹا تمہارا چھوٹا بھائی بھی تیر حرملہ کا نشانہ ہو گیا مختصر یہ کہ مردوں میں میرے اور تمہارے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا اور اب میں بھی مرنے کے لئے جا رہا ہوں یہ سن کر سید سجاد نے زینبؑ سے کہا پھوپھی اماں مجھے ایک تلوار اور عصا دیدیجئے حضرت زینبؑ نے کہا بیٹا عصا اور تلوار لے کر کیا کرو گے کہا پھوپھی اماں عصا پر تکیہ کروں گا اور تلوار سے جہاد کر کے بابا کو بچاؤں گا یہ سن کر امام نے فرمایا بیٹا تم بیمار ہو اور بیمار سے جہاد ساقط ہے۔ بیٹا۔ بیواؤں اور یتیم بچوں کا خیال رکھنا اور جب قید شام سے چھوٹ کر مدینہ جانا تو میرے شیعوں کو

میرا سلام کہہ دینا اور کہہ دینا کہ میرے شیعوں! جب کبھی ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کر لینا۔ اس کے بعد جناب زینبؑ سے فرمایا بہن میرے لباس کا صندوق لے آؤ۔ زینبؑ صندوق لائیں امام نے ایک لباس نکالا جسے جگہ جگہ سے چاک کر ڈالا جناب زینبؑ نے اس لباس کے پہننے کا سبب پوچھا کہا بہن میں نے بوسیدہ لباس لے پہنا تاکہ دشمن اس لباس کو بیکار سمجھ کر میرے بدن سے نہ اتارے اور لاش کو عریاں نہ کرے پھر ثانیٔ زہرا نے فرمایا بھیا مجھے اس وقت اماں کی ایک وصیت یاد آ گئی اماں نے فرمایا تھا کہ جب حسینؑ رخصت آخر کو آئے تو گلے کے بوسے لینا کہ جہاں شمر کا خنجر چلے گا چنانچہ زینبؑ نے بوسہ گاہ نبوی کے بوسے لئے پھر امام حسینؑ نے جناب زینبؑ کے شانوں سے چادر ہٹا کر بوسے لئے جناب زینبؑ نے فرمایا ماں جائے اس کا کیا سبب ہے۔ کہا بہن۔ میری شہادت کے بعد ان بازوؤں میں رسن باندھی جائے گی پھر فرمایا یا اختاہ لَا تَنْسِيْنِیْ فِیْ نَافِلَةِ اللَّیْلِ اے میری بہن مجھے نماز شب میں بھول نہ جانا تہجد کی دعاؤں میں مجھے یاد رکھنا۔

پھر امام نے خیمے سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا راوی کہتا ہے کہ جب امام خیمے سے باہر نکلنا چاہتے ہیں تو بی بیاں دامن سے لپٹ جاتی ہیں یہاں تک کہ خیمے کا پردہ سترہ بار اٹھا اور گرا۔ اس کے بعد ؎

شبیرؑ برآمد ہوئے یوں خیمے کے در سے
جس طرح نکلتا ہے جنازہ بھرے گھر سے

جب امام خیمے سے باہر نکلے تو سوار کرنے والا کوئی نہ تھا رکاب تھامنے والا کوئی نہ تھا امام نے مقتل کا رخ کیا اور آواز دی' عباسؑ' قاسمؑ، علی اکبرؑ کہاں ہو' آؤ۔ ہائے مجھے سوار کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ زینبؑ سی بہن سے بھائی کی یہ غربت دیکھی نہ گئی فرمایا ماں جائے زینبؑ رکاب تھامتی ہے آپ سوار

ہو جائیے ؎

نہ آسرا تھا کوئی شاہ کربلائی کو
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو

امام گھوڑے پر سوار ہوئے۔ مگر ذوالجناح آگے نہیں بڑھتا حسینؑ نے کہا اے اسپ وفادار یقیناً تو بھی بھوکا پیاسا ہے۔ مگر یہ آخری خدمت ہے۔ یہ سن کر ذوالجناح نے گردن جھکائی حسینؑ نے جھک کر دیکھا تو سکینہ گھوڑے کی سموں سے لپٹی ہوئی ہے۔ کہا بابا جو بھی مقتل میں گیا وہ واپس نہیں آیا بابا مقتل میں نہ جاؤ میں کمسنی میں یتیم ہو جاؤں گی۔ حسینؑ نے کچھ سمجھایا تو سکینہ نے کہا بابا اب نہ روکوں گی مگر میرے اچھے بابا ایک بار مجھے اپنے سینے سے لگا لو۔ حسینؑ گھوڑے سے اترے کربلا کی تپتی ریت پر لیٹ گئے سکینہ کو سینے سے لگایا پیار کیا اور کہا بیٹی سکینہ وقت کم ہے خیمے میں واپس جاؤ بالی سکینہ نے کہا بابا اتنا اور بتا دو کہ میں جب تک آپ کے سینے پر نہ سوتی تھی مجھے نیند نہ آتی تھی بابا اب جو رات آئے گی تو میں کس کے سینے پر سوؤں گی کہا بیٹی اب آج سے طریقہ بدل جائے گا اب اصغر میرے پاس سوئے گا اور تم ماں کے پاس سونا۔

اس کے بعد حسینؑ میدان کارزار میں آئے تین دن کے بھوکے پیاسے نے اس طرح جنگ کی کہ شام کی فوج دو کوفہ سے ٹکرا گئی۔ حسینؑ جنگ میں مصروف تھے کہ جبرئیل میدان کربلا میں آئے اور حسینؑ پہ اپنے پروں کا سایہ کر دیا امام کو کچھ ٹھنڈک محسوس ہوئی تو آسمان کی طرف نظر کی اور کہا اے سایہ کرنے والے تو کون ہے۔ کہا مولا میں آپ کا خادم جبرئیل ہوں امام نے فرمایا اے جبرئیل اپنے پروں کا سایہ ہٹا لو اس لئے کہ یہ امتحان کا وقت ہے۔

عزادارو۔ حسینؑ کی جنگ سے فوج یزیدی میں ایک بھگدڑ

ہو رہی تھی امام فرماتے تھے کہاں بھاگتے ہو تم نے مرے علی اکبر کو مار ڈالا ظالموں تم نے مرے عباسؑ کو مار ڈالا، میرے بچپن کے دوست حبیب کو مار ڈالا۔ حسینؑ جنگ کرتے ہوئے نشیب تک آگئے جہاں عباس کا لاشہ تھا حسینؑ نے درد بھری آواز میں کہا بھیا عباسؑ سے

یہ حملے نہ دیکھے یہ صف آرائی نہ دیکھی
افسوس کہ تم نے مری تنہائی نہ دیکھی

حسینؑ مسلسل حملے پر حملے کر رہے تھے کہ آواز قدرت آئی اے حسینؑ اب تلوار نیام میں رکھ لو اب وعدہ طفلی کو پورا کرو تلوار کا نیام میں رکھنا تھا کہ دشمنوں نے چاروں طرف سے امام کو گھیر لیا۔ ایک پتھر پیشانی پر لگا ایک تیر جبین اقدس پر لگا سینۂ اقدس پر زہر میں بجھا ہوا تیر لگا پہلو میں ایک ظالم نے ایک نیزہ مارا اب حسینؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے۔ منھ کے بل زمین پر گرے زمین پر گرنا تھا کہ کچھ اشقیاء آگے بڑھے ایک نے داہنے ہاتھ پر تلوار ماری دوسرے نے بائیں ہاتھ پر تلوار کا وار کیا ایک ظالم نے حسینؑ کے گلے پر تیر مارا ایک ظالم نے حسینؑ کے سر پر تلوار ماری حسینؑ سجدے میں گئے۔ شمر خنجر لے کر بڑھا اور بارہ ضربوں میں سر حسینؑ قلم کر دیا۔ حسینؑ کا سر کٹ گیا زمین کو زلزلہ آگیا۔ آسمان سے خون کی بارش ہونے لگی فرات کا پانی نیزوں اچھلنے لگا۔ لوگوں کے بدن میں کپکپی آگئی۔ سورج کو گہن لگ گیا۔ منادی نے ندا دی الا قُتِلَ الحُسینُ بکربلا الا ذبح الحسین بکربلا۔ ذوالجناح نے اپنی پیشانی خون میں تر کی اور خیام حسینی کی طرف چلا۔ سکینہ نے دیکھا ذوالجناح آیا ہے بابا نہیں آئے ذوالجناح کی باگیں کٹی ہیں۔ زین ڈھلا ہوا ہے۔ سکینہ نے کہا ہائے بابا تم شہید کر دیئے گئے میں کمسنی میں یتیم ہو گئی۔ حضرت زینبؑ سید سجاد کے خیمے میں آئیں کہا بیٹا ذرا آنکھیں کھولو۔ دیکھو کیا قیامت آگئی ہے۔ سید سجاد

نے آنکھ کھولی۔ کہا پھوپھی اماں خیمے کا پردہ اٹھائیے خیمہ کا پردہ اٹھا تو بابا کا سر نوک نیزہ پر بلند دیکھا کہا السلام علیک یا ابا عبد اللّٰہ۔ السلام علیک یا بن رسول اللّٰہ۔

نوحہ

سنہ بولے جب وطن میں پہنچنا مری بہن
صغریٰ کو تم گلے سے لگانا مری بہن

۲ پوچھیں جو آکے اہل مدینہ مری خبر
۳ کرنا بیان میرا فسانہ مری بہن

کرلیں اسیر تم کو جو یہ بانیٔ ستم
بے عذر قید خانہ میں جانا مری بہن

۴ چادر اتاریں سر سے تمہارے جو اشقیا
۵ بالوں سے منھ کو اپنے چھپانا مری بہن

خیمے میں آکے آگ لگائیں جو اہل کیں
اہل حرم کی جان بچانا مری بہن

۶ میں اور اہل کوفہ سے پانی طلب کروں
۷ اللہ رے انقلاب زمانہ مری بہن

زینبؑ نصیب ہو تمہیں جانا اگر کہیں
کعبہ کو پہلے نذر دلانا مری بہن

۸ کمسن بہت ہے بالی سکینہ سے ہوشیار
۹ اعدا کے شر سے اس کو بچانا مری بہن

روئے جو میرے سینے پہ سونے کیواسطے
سینے پہ اس کو اپنے سلانا مری بہن

۱۰ سر مانگنا شہیدوں کے جاکر یزید سے
دربار میں جو شام کے جانا مری بہن

۱۱ کہنا کہ بھوکا پیاسا نواسہ ہوا شہید
روضہ پہ جب کہ نانا کے جانا مری بہن

مجلس ۵

شام غریباں

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال الحسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام ؎

شِیْعَتِی مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِی

اَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ اَوْ شَہِیْدٍ فَانْدُبُوْنِی

عزادارو! حسینؑ نے کربلا کے میدان میں اپنے شیعوں کو آواز دی ہے کہ اے میرے چاہنے والو جب تم ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کر لینا اور جب کسی غریب یا شہید کا حال سننا تو میرے اوپر آنسو بہانا۔

یہ امام حسینؑ کی وصیت ہے کہ جب کسی غریب کی غربت و مصیبت سنیں تو حسینؑ کی غربت کو یاد کریں ان کی غربت کا تو یہ عالم ہے کہ ان کے اہلبیتؑ پر ایک شام ایسی آئی کہ جس کا نام ہی شام غریباں پڑ گیا۔

کربلا کے میدان میں جب حسینؑ شہید کر دیئے گئے اور پنجتن کا خاتمہ ہو گیا تو ظالموں نے شہداء کے لاشوں کی پامالی کا ارادہ کیا اور حسینؑ غریب کا لاشہ بڑی بے دردی سے پامال کیا جانے لگا زینبؑ سی بہن بے قرار ہو گئی سید سجاد کے خیمے میں آئیں شانہ ہلایا اور کہا ؎

سجاد ایسے وقت میں کوئی بھی سوتا ہے

لاشہ تمہارے باپ کا پامال ہوتا ہے

لاشے کی پامالی کے بعد بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں سکینہ کے عیدی گوہر شمر نے اس طرح سے اتارے کہ کان زخمی ہو گئے۔ پھر خیموں میں آگ لگا دی گئی ایک خیمہ جلتا تھا تو بیبیاں دوسرے خیمے میں چلی جاتی تھیں یہاں تک کہ سید سجاد جس خیمے میں تھے آگ کے شعلے وہاں تک پہونچ گئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک بی بی انھیں آگ کے شعلوں میں غائب ہو گئیں۔ اور ایک بیمار ولاغر کو جلتے ہوئے شعلوں کے درمیان سے اٹھا لائیں یقیناً یہ کوئی اور بی بی نہ تھی یہ ہماری شہزادی حضرت زینبؑ تھیں اور وہ بیمار لاغر ہمارے امام سید سجاد تھے۔

آگ کے شعلے اس طرح بلند تھے کہ سکینہؑ کے دامن میں آگ لگ گئی سکینہ میدان کی طرف دوڑیں راوی کہتا ہے کہ میں اس بچی کے قریب آیا اور آگ بجھائی تو بچی نے کہا اے شیخ جہاں تو نے میرے کرتے کی آگ بجھائی ہے وہیں نجف کا راستہ بھی بتا دے میں نے کہا بی بی تم نجف جا کر کیا کرو گی۔ کہا وہاں کائنات کے مشکل کشا میرے دادا کا مزار ہے میں جا کر ان مظالم کی فریاد کرونگی۔ ان مظالم کا سلسلہ جاری تھا کہ سورج گوشہ مغرب میں چھپ گیا۔

کربلا کے بن میں شام غریباں آگئی یتیموں کی شام، بیواؤں کی شام، شب عاشور تک سروں پر چادریں تھیں شام غریباں آئی تو سروں پر چادریں نہیں ہیں۔ شبِ عاشور تک پہرہ دار علی اکبر قاسم عون و محمد تھے۔ مگر شام غریباں آئی تو یہ بہادران اسلام سر کو کٹائے سو رہے تھے۔

شام غریباں میں سید سجاد نے سجدے میں سر رکھا تو ساری رات سجدۂ شکر میں گذار دی۔ شام غریباں آئی تو سکینہ کو بابا کا سینہ یاد آیا مقتل کی طرف

باباؑ کی تلاش میں آئیں بابا کا سینہ ملا تو سکینہ کو نیند آ گئی ادھر حضرت زینبؑ نے ام کلثومؑ سے فرمایا کہ بھیا نے وقت آخر کہا تھا کہ اے زینبؑ میرے بچوں سے خبردار رہنا مجھے کچھ بچے کم نظر آ رہے ہیں چلو تلاش کر لیں زینبؑ و ام کلثومؑ بچوں کی تلاش میں نکلیں اور مقتل میں آئیں ہر طرف لاشے پڑے تھے زینبؑ و ام کلثومؑ انھیں لاشوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی ایک جگہ پہونچیں تو کیا دیکھا کہ دو کمسن بچے آپس میں بغل گیر ہیں۔ زینبؑ نے کہا بہن ام کلثومؑ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچے تھک کر آپس میں باہیں ڈال کر سو گئے ہیں آہستہ سے ایک بچے کو تم اٹھا لو ایک بچے کو میں اٹھا لوں۔ اب جو دونوں بہنوں نے اٹھایا تو بچے پیاس سے مر چکے تھے۔

پھر زینبؑ سکینہ کو تلاش کرتے ہوئے نشیب کی طرف بڑھیں اور کہتی جاتی تھیں میرے بھیا کی امانت سکینہ کہاں ہو بیٹی سکینہ آواز دو۔ گلوئے حسینؑ سے آواز آئی بہن زینبؑ آہستہ بولو میری سکینہ میرے سینہ پر ابھی سوئی ہے زینبؑ بھائی کے لاشے پر آئیں سکینہ کو جگایا اور کہا بیٹی سکینہ تم نے اپنے بابا کے لاشے کو کیونکر پہچانا۔ اس لئے کہ لاشہ یا سر سے پہچانا جاتا ہے یا لباس سے مگر تیرے بابا کے جسم پر نہ لباس ہے نہ سر ہے۔ سکینہ نے کہا پھوپھی اماں۔ جب میں مقتل میں بابا کہتی ہوئی آئی تو نشیب سے آواز آئی اِلَیَّ اِلَیَّ یا سکینہ۔ بیٹی سکینہ ادھر آ۔ تیرا بابا نشیب میں سر کٹائے سو رہا ہے۔ سکینہ کو جناب زینبؑ لے آئیں۔ جلی ہوئی قنات ہے۔ کربلا کی شہزادیاں راکھ پر بیٹھی ہوئی ہیں۔

عزادارو! سارے شہیدوں کی پیاس وقت عصر تک ختم ہو گئی اور جام کوثر سے سیراب ہو گئے مگر شام غریباں بھی آ چکی ہے لیکن زینبؑ پیاسی ہے ام کلثومؑ پیاسی ہے سکینہ پیاسی ہے اور تمام اہل حرم پیاسے ہیں یہ سچ ہے کہ عصر کے بعد وہ پہرہ جو دریائے فرات پر معین تھا عمر سعدؑ نے وہ پہرہ ہٹا

لیا اس لئے کہ جن بہادروں کی طرف سے یہ خوف تھا کہ یہ پانی فرات سے خیمے تک پہونچا دیں گے اب وہ عباسؑ نہیں رہے وہ قاسمؑ نہیں رہے وہ علی اکبرؑ نہیں رہے اس لئے اب فرات سے پہرہ ہٹا لیا گیا اب اختیار ہے جو پیاسا چاہے فرات پر جا کر پانی پی سکتا ہے مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ام لیلیٰ علی اکبرؑ کے بعد فرات سے پانی پی لیں ام کلثومؑ حضرت عباسؑ کے بعد پانی پی لیں۔ ام فروہ قاسمؑ کے بعد پانی پی لیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ سکینہ علی اصغرؑ کے بعد پانی پی لیں۔

بعض ذاکرین زوجہ حرؑ کے آب و دانہ لانے کی روایت کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ شام غریباں میں عمر سعد نے دو تین مشکیں پانی کی اور کچھ بھنا ہوا غلہ زوجہ حرؑ کے ذریعہ روانہ کیا جب جناب زینبؑ نے دور سے روشنی دیکھی تو فرمایا اے آنے والے ہم لٹ چکے ہیں ہم تباہ ہو چکے ہیں۔ حسینؑ کے بچے تھک کر سو گئے ہیں مگر روشنی آگے بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ جب زوجہ حرؑ اہل حرم کے قریب پہونچی تو کہا شہزادیو! خوف نہ کھاؤ میں حرؑ کی زوجہ ہوں کھانا اور پانی لائی ہوں حضرت زینبؑ نے پہلے تو زوجۂ حرؑ کو حضرت حرؑ کا پرسہ دیا اور کہا بی بی ہم شرمندہ ہیں کہ تیرا شوہر ہمارا مہمان اس عالم میں ہوا کہ جب ہم دو گھونٹ پانی بھی نہ پلا سکے۔ زینبؑ نے جب کھانا اور پانی دیکھا تو جناب سکینہ کو خواب سے بیدار کیا اور کہا بیٹی اٹھو پانی آیا ہے اس کے بعد ایک کوزہ میں سکینہ کو پانی دیا سکینہ نے پوچھا پھوپھی اماں کیا اور بچوں نے پانی پی لیا ہے حضرت زینبؑ نے کہا بیٹی سکینہ تم سب سے چھوٹی ہو اس لئے تمھیں سب سے پہلے پانی دیا گیا ہے یہ سن کر سکینہ مقتل کی طرف چلیں جناب زینبؑ نے کہا بیٹی سکینہ کہاں جاتی ہو کہا پھوپھی اماں سب سے چھوٹا تو میرا بھیا علی اصغرؑ ہے۔ میں پہلے اسے پانی پلاؤں گی۔

زوجۂ حرؑ جب واپس ہو گئی تو حضرت زینبؑ پہرہ دینے لگیں.
ہائے شام غریباں۔ ہائے شب عاشور، شب عاشور تک عباسؑ پہرہ دے رہے
تھے شام غریباں آئی تو زینبؑ پہرہ دے رہی ہیں۔
حضرت زینبؑ پہرہ دے رہی تھیں کہ نصف شب کے بعد
دیکھا کہ کوئی نقاب سوار چلا آرہا ہے.
علیؑ کی بیٹی نے آواز دی اے سوار حسینؑ کے بچے سو گئے ہیں
تجھے لوٹنا ہے تو دن کے اجالے میں آ کر لوٹ لینا اتنا کہنے کے باوجود بھی سوار بڑی
تیزی سے بڑھتا رہا اور قریب آگیا اب شیر ذوالجلال علیؑ کی بیٹی کو جلال آگیا
اور کہا اے سوار تجھ سے علیؑ کی بیٹی زینبؑ کہہ رہی ہے کہ واپس چلا جا مگر تو الحرم
کے قریب آگیا اور یہ کہہ کر لجام فرس پر ہاتھ ڈال دیا۔ سوار نے نقاب الٹ
دی اور کہا زینبؑ میں کوئی اور نہیں ہوں تیرا بابا علیؑ مرتضیٰ ہوں دکھیا بیٹی
باپ سے لپٹ گئی اور کہا اب آئے ہو بابا جب اماں کا بھرا گھر اجڑ گیا میرے
اکبر کا سینہ چھلنی چھلنی ہو گیا قاسم کی لاش پامال ہو گئی بھائی کا سر قلم ہو گیا
خیموں میں آگ لگا دی گئی. سروں سے چادریں چھین لی گئیں۔

نوحہ

۱
اب آئے ہو بابا

زینبؑ نے کہا باپ کے قدموں سے لپٹ کر — اب آئے ہو بابا
جب لٹ گیا پردیس میں اماں کا بھرا گھر — اب آئے ہو بابا

۲
بابا اگر آنا ہی تھا خالق رضا سے — اس وقت نہ آئے
جب خاک پہ دم توڑ رہا تھا مرا اکبر — اب آئے ہو بابا

۳
کٹ کٹ کے گرے نہر پہ جب بازوئے عباسؑ — اور کوئی نہ تھا پاس
اس وقت صدا آپ کو دیتا تھا دلاور — اب آئے ہو بابا

۴
جب فرش زمیں بام فلک لرزہ فشاں تھے — اس وقت کہاں تھے
جب باپ کے چلو میں تھا خون علی اصغرؑ — اب آئے ہو بابا

۵
جب بھائی کا سر کٹتا تھا میں دیکھ رہی تھی — حضرت کو صدا دی
سر کھولے ہوئے روتی تھی میں خیمے کے در پر — اب آئے ہو بابا

۶

جب لوگ بجالے گئے لاشے شہداء کے — حق اپنا جتا کے
بس اک تنِ شبیرؑ تھا پامالی کی زد پر — اب آئے ہو بابا

۷

جب شام کے قزاق ہمیں لوٹ رہے تھے — خیموں کو جلا کے
آپ آگئے ہوتے تو نہ چھنتی مری چادر — اب آئے ہو بابا

۸

جب بالی سکینہؑ کے گہر چھینے گئے تھے — لگتے تھے طمانچے
حسرت سے مجھے دیکھتی تھی بانوئے مضطر — اب آئے ہو بابا

۹

کیا آپ نے فردوس سے یہ دیکھا نہ ہوگا — کیا حشر تھا برپا
جب پشت سے بیمار کی کھینچا گیا بستر — اب آئے ہو بابا

۱۰

اک رات کے مہمان ہیں پھر قید سلاسل — اب بخت ہے منزل
بازار میں ہم صبح کو جائیں گے کھلے سر — اب آئے ہو بابا

۱۱

شاہدؔ رخِ حیدرؑ پہ بکھر جاتے تھے آنسو — جب کھول کے گیسو
چلاتی تھی زینبؑ میرے بابا مری چادر — اب آئے ہو بابا

مجلس ۱۰

اسیریٔ اہلِحرم

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّمُ ۔

حُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَامِنَ الْحُسَیْن ۔

محبوب خدا حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد اقدس ہے کہ "میرا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں" اس سے ثابت ہوا کہ حسینؑ کو اذیت دینا رسول اللّٰہؐ کو اذیت دینا ہے۔ مگر افسوس کہ رسولؐ کا کلمہ پڑھنے والوں نے جگر گوشۂ رسولؐ پر اتنے مظالم ڈھائے کہ انسان تو انسان جانور تک حسینؑ کی مظلومیت پہ گریہ و بکا کرتے ہیں۔

چنانچہ منقول ہے کہ گیارہ محرم کو امام ضامن رضامن حضرت امام علی رضا علیہ السلام ایک راستے سے گزر رہے تھے کہ دیکھا ایک شکاری ایک ہرنی کے چاروں ہاتھ پیر باندھے کندھے پر لئے جا رہا ہے جب شکاری امام کے قریب پہونچا تو ہرنی کی نظر امام پر پڑی تو ہرنی نے کہا اے میرے مولا یہ شکاری مجھے گرفتار کر کے لے جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ذبح کر دے گا اور میرے دو شیر خوار بچے ہیں میں صبح سے اپنے دونوں بچوں کے لئے آب و دانہ کی تلاش میں نکلی تھی کہ اس شکاری نے مجھے گرفتار کر لیا جس کی وجہ سے میں

اپنے بچوں کو دودھ نہ پلاسکی۔ اے مولا ماں کی محبت بے چین کئے ہوئے ہے آپ اپنی ضمانت پر اس شکاری سے مجھے صرف دو گھڑی کے لئے رہا کرا دیجئے تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلاسکوں۔ دودھ پلا کر میں فوراً یہاں آجاؤنگی امام نے شکاری سے دو گھڑی کے لئے رہا کرنے کو کہا شکاری نے امام کی ضمانت پر رہا کردیا۔ جب دو گھڑی گذر گئی اور ہرنی نہ آئی تو شکاری نے امام سے کہا کہ آپ نے ضمانت لی تھی مگر ہرنی ابھی تک نہیں آئی امام نے فرمایا اے صیاد تو نہ گھبرا وہ ابھی آیا چاہتی ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد ہرنی اپنے دونوں بچوں سمیت امام کی خدمت میں حاضر ہوئی امام نے ہرنی سے تاخیر کا سبب پوچھا ہرنی نے رو کر کہا آج گیارہ محرم ہے اس صحرا میں جانوروں نے مل کر مجلس عزا برپا کی ہے اور حسینؑ غریب کے مصائب پر نوحہ و ماتم کر رہے ہیں میں یہ سوچ کر مجلس میں شریک ہوگئی کہ جب میں ذبح کردی جاؤنگی تو مجلس عزا پھر کہاں نصیب ہوگی۔ امام یہ سن کر چیخ مار مار کر رونے لگے جب شکاری نے یہ جانا کہ یہ آٹھویں امام ہیں تو فوراً قدموں پر گر پڑا۔ اور کہا مولا میں ہرنی کو اس کے دونوں بچوں سمیت آزاد کرتا ہوں۔

عزادارو! گیارہ محرم کا دن بہت قیامت کا دن ہے۔

گیارہ محرم کو یزیدی لشکر جب کربلا سے چلنے کی تیاری کرنے لگا تو شمر کچھ آہنی سامان لے کر سید سجاد کے پاس آیا اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پیروں میں بیڑیاں گلے میں طوق اور کمر میں لنگر ڈال دیا ہائے وہ بیمار امام جو روز عاشورا اسقدر کمزور اور مجبور تھا کہ بستر سے بغیر سہارے کے اٹھنا محال تھا۔ اسے شمر نے لوہے میں جکڑ دیا اور اونٹ کی برہنہ پیٹھ پر سوار ہونے پر مجبور کیا سید سجاد اونٹ پر سوار ہوئے مگر بیماری اور کمزوری کی وجہ سے بیٹھ نہ سکتے تھے تو شمر نے سید سجاد کے دونوں پیر اونٹ کی پشت سے باندھ دیئے۔

پھر بھی سنگدل شمر کچھ بے کجاوہ اونٹوں کو لئے ہوئے الحرم کے پاس آیا اور کہا اب قافلہ یہاں سے روانہ ہو رہا ہے تمہیں بھی یہاں سے ہمارے ساتھ چلنا ہے۔ تم سب اٹھو میں سوار کردوں۔ علیؑ کی غیرت دار بیٹی نے شمر کو جھڑک کر کہا اے شمر ہم نبی کی نواسیاں ہیں نامحرم ہمیں ہاتھ نہیں لگا سکتے شمر ہٹ گیا زینبؑ آگے بڑھیں اور آواز دی بھابھی رباب آؤ میں سوار کردوں۔ بھابھی ام فروہ آؤ میں سوار کردوں۔ اُمّ لیلیٰ آؤ سوار کردوں۔ رقیہ آؤ سوار کردوں۔ اے میری بیٹی سکینہ تم بھی آؤ سوار کردوں۔ سب سے آخر میں فضہؑ کو آواز دی سب کو زینبؑ نے سوار کیا۔ ہائے اب زینبؑ اکیلی رہ گئی زینب کو کوئی سوار کرنے والا نہ تھا بس اک مرتبہ مقتل کا رخ کیا بیٹا علی اکبر آؤ پھوپھی کو سوار کر دو بھیا عباس آؤ بہن کو سوار کرو زینبؑ کسی طرح سوار ہو گئیں بعض مورخین نے لکھا ہے کہ سید سجاد نے شانہ بڑھایا اور زینب کو ناقہ پر سوار کیا اور جب قافلہ روانہ ہوا تو آگے آگے شہیدوں کے سر نوک نیزہ پر بلند تھے صرف حضرت ابوالفضل عباس کا سر تھا جو نوکِ نیزہ پر رک نہ سکا اور اس کی کئی وجہیں تھیں۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ غیرت دار عباس ثانی زہرا کو سر برہنہ کیسے دیکھتے جناب سکینہ کا سامنا کیسے کرتے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ آقا حسین کے برابر نوک نیزہ پر اپنے سر کا ہونا گوارا نہ تھا اس لئے ایک ظالم نے سر عباس گھوڑے کی گردن میں لٹکا یا جب گھوڑا دوڑتا تھا تو سر عباس زمین سے ٹکراتا رہتا تھا۔

الحرم کو مقتل شہداء سے گذارا گیا لاشے بے غسل و کفن کربلا کی جلتی ہوئی زمین پر پڑے ہوئے تھے اسوقت بیبیوں میں کہرام بپا تھا۔ سید سجاد نے جب اپنے بابا کو بے غسل و کفن لاشے کو دیکھا تو چہرہ دفعتاً متغیر ہو کر سفید ہوگیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی روح جسم سے پرواز کر جائے گی جناب زینبؑ

جناب زینبؑ کی نگاہ سید سجاد کے چہرے پر پڑی تو فرمایا بیٹا یہ تمہارا کیا حال ہے بیٹا کیا جان دے دو گے کہا پھوپھی اماں وہ بیٹا کیسے یہ منظر دیکھے کہ جس کے باپ کا لاشہ بے گور و کفن جلتی زمین پر پڑا ہو اور بیٹا اتنا مجبور ہو کہ دفن بھی نہ کر سکے۔

پھر جب زینبؑ کی نظر بھائی کے لاشے پر پڑی تو دیکھا کہ جلتی زمین پر اس دھوپ میں بھائی کا لاشہ عریاں پڑا ہوا ہے۔ کہا بھیا یہ بہن کتنی بے بس ہے کہ تمہیں کفن بھی نہ دے سکی۔ کاش میرے سر پر چادر ہوتی تو وہی لاش پر اڑھا دیتی۔

عزادارو! گیارہ محرم کو سکینہ پر یہ بھی ظلم ہوا کہ قافلہ قتل گاہ سے تھوڑی دور چلا تھا کہ شمر کچھ فوجی نوجوان کو لئے ہوئے الحرم کے پاس آیا اور کہا سنا ہے کہ ان اسیروں میں حسینؑ کی وہ بیٹی بھی ہے کہ جس سے حسینؑ بہت محبت کرتے تھے اور وہ بیٹی باپ کے سینے پر سویا کرتی تھی سید سجاد نے کہا وہ بچی میری بہن سکینہ ہے۔ جو اپنی پھوپھی کے اونٹ پر بیٹھی ہوئی ہے۔ تب شمر نے کہا ہر اونٹ پر دو دو قیدی سوار ہو سکتے ہیں مگر چونکہ حسینؑ سکینہ سے بہت محبت کرتے تھے اس لئے سکینہ کو اونٹ پر اکیلا بٹھلایا جائے گا۔ اس کے بعد سکینہ کو زینبؑ سے چھین لیا گیا اور پانچ برس کی یتیم سکینہ کو اونٹ پر اکیلا بٹھلایا گیا۔ جب سکینہ کو اونٹ پر اکیلا بٹھلایا گیا تو سکینہ نے ننھے ننھے ہاتھ پھیلائے اور کہا پھوپھی اماں میں اکیلی نہ بیٹھوں گی مجھے اتار لو۔ جب شمر نے یہ دیکھا کہ سکینہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر فریاد کر رہی ہے تو اونٹ بٹھلا کر سکینہ کے ہاتھ رسیوں سے باندھ دیئے سکینہ اب تنہا تڑپ تڑپ کر کہہ رہی تھی بھیا اتار لو۔ پھوپھی اماں اتار لو۔ اے

میری اماں مجھے اتار لو زینبؑ نے کہا اے شمر میری سکینہ اونٹ پر اکیلی نہ بیٹھے گی۔ شمر لعین نے اونٹ پھر بٹھایا اور اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سکینہ کو لٹایا اور ایک رسی سے یتیم سکینہ کو اونٹ کی پیٹھ سے باندھ کر جکڑ دیا۔ اونٹ چلا تو اس کی پیٹھ کی رگڑ سے پیاسی سکینہ کا سینہ چھلنے لگا خون ٹپک ٹپک کر زمین پر گرنے لگا خون کی کثرت سے اونٹ کی پیٹھ رنگین ہو گئی مگر سکینہ اب اتنا مجبور ہو گئی کہ نہ پھوپھی کو پکار سکتی ہے نہ بھیا کو آواز دے سکتی ہے سکینہ رو رو کے کہہ رہی ہے اے میرے بابا تم تو مجھے اپنے سینے پہ سلاتے تھے اور آج شمر نے مجھے اس طرح رسیوں سے جکڑ کر باندھا ہے کہ میرا سینہ زخمی ہو گیا جب شمر نے دیکھا کہ سکینہ کے جسم سے کافی خون بہہ چکا ہے تو مجبور ہو کر ایک منزل پر قافلہ روکا سکینہ کو اونٹ سے اتارا سکینہ کا کرتا خون میں تر تھا شمر نے کمزور و ناتواں سکینہ کو زینبؑ کی گود میں دیدیا زینبؑ نے سکینہ کو سینہ سے لگا کر کہا ہائے اے بیٹی سکینہ پھوپھی تری غربت کے نثار کہ بابا جانی کی شہادت کے بعد تم پر کوئی رحم کھانے والا نہیں۔

نوحہ

۱ نوحہ تھا یہ زینبؑ کا قید ہو کے جاتی ہوں
لٹ گئی مری دنیا قید ہو کے جاتی ہوں

۲ چل بسا مرا بھائی میں ہوں اور تنہائی
کوئی بھی نہیں اپنا قید ہو کے جاتی ہوں

۳ ابن ساقی کوثر دونوں ہاتھ کٹوا کر
سو گئے لب دریا قید ہو کے جاتی ہوں

۴ مجھ کو ناز تھا جس پر ہم شبیہ پیغمبرؐ
وہ بھی اب نہیں زندہ قید ہو کے جاتی ہوں

۵ قتل ہو گیا دولھا ڈوبا خون میں سہرا
رانڈ ہو گئی کبریٰ قید ہو کے جاتی ہوں

۶ جلتی ریت پر اصغر نیند کیسے آئے گی
تپ رہا ہے بن سارا قید ہو کے جاتی ہوں

۷ جب جل گئے خیمے سہمے سہمے ہیں بچے
ظلم کرتے ہیں اعدا قید ہو کے جاتی ہوں

۸ تشنہ لب سکینہ سے دکھ سہے نہیں جاتے
کس کو دوں صدا بھیا قید ہو کے جاتی ہوں

۹ التجا مری سن لو شہ کے ساتھیو اٹھو
لو سلام زینبؑ کا قید ہو کے جاتی ہوں

۱۰ رن میں بنت زہرا کی یہ صدا انور تھی
غم لیے بہتر کا قید ہو کے جاتی ہوں

مجلس ۱۱
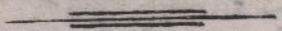
دفن شہداء

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔

ارشاد رب العزت ہے کہ ہرگز ہرگز نہ سوچنا کہ راہ خدا میں قتل ہونے والے مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پاتے ہیں۔ اسلام و شریعت کی خاطر جان دینے والا شہید ہوتا ہے شہید کے لئے اگرچہ یہ گنجائش ہے کہ جو لباس وہ وقت شہادت پہنے ہوئے ہو وہی اس کا کفن ہے۔

مگر افسوس صد افسوس کہ ظالموں نے حسینؑ کے تن اقدس سے لباس تک اتار لیا۔

چنانچہ ۲ محرم ۶۱ھ کو جب قافلہ حسینی زمین کربلا پر وارد ہوا تو امام حسینؑ نے خیموں کے نصب کرنے کا حکم دیا اس کے بعد یہاں کے زمینداروں کو بلایا مردوں کے ساتھ ساتھ قبیلہ بنی اسد

کی عورتیں اور بچے بھی خدمت امام میں آئے۔ امام نے ان سے فرمایا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس سرزمین کو آباد کریں۔

میں اس زمین کو تم سے خریدنا چاہتا ہوں۔ بنی اسد نے کہا فرزند رسول آپ ہرگز یہاں آباد ہونے کا ارادہ نہ کریں۔ اس لئے کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو بھی ولی خدا یہاں آیا ہے اسے تکلیف ضرور پہونچی ہے۔ امام نے فرمایا خدا کی مصلحت یہی ہے کہ ہم اس زمین کو آباد کریں ساٹھ ہزار دینار میں زمین کربلا کو امام نے بنی اسد سے خرید لیا۔ اور پھر تین شرطوں پر وہ خریدی ہوئی زمین بنی اسد کو ہبہ کردی۔ پہلی شرط یہ تھی کہ جب ہمارے دشمن ہمیں شہید کردیں اور ہمارے لاشوں کو بے غسل و کفن زمین پر چھوڑ جائیں تو تم ہمیں دفن کردینا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جب ہمارا کوئی زائر یہاں آئے تو ہماری قبروں کے نشان بتا دینا۔

اور تیسری شرط یہ ہے کہ ہمارے زائروں کو تین دن اپنا مہمان رکھنا۔

جب امام بنی اسد کے مردوں سے یہ شرطیں بیان کرچکے تو بنی اسد کی عورتوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اگر ابن زیاد کے خوف سے تمہارے مرد ہمیں دفن نہ کرسکیں تو تم اپنے مردوں کو غیرت دلانا اور ہمارے لاشوں کو غیرت دلا کے دفن کرا دینا اور پھر بنی اسد کے بچوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اگر تمہارے ماں باپ ہمیں دفن کرنے پر تیار نہ ہوں تو تم کھیلتے کھیلتے یہاں چلے آنا اور ایک ایک مٹھی خاک ڈال کر ہماری لاشوں کو چھپا دینا۔

عزادارو! گیارہ محرم کو صبح سے ظہر تک یزیدی فوج نے
اپنے مردوں کو دفن کر دیا۔ یہاں تک کہ بعد ظہر اہل حرم کا لٹا ہوا قافلہ کربلا سے روانہ
ہوا۔ تو اہل حرم کو مقتل سے گذارا گیا جب اہل حرم کا گذر مقتل سے ہوا تو سید سجاد نے
اپنے باپ کے غسل و کفن لاشے کو جلتی زمین پر پڑا دیکھا دفعتاً بیمار امام کا چہرہ اتنا
متغیر ہو گیا کہ زینب گھبرا گئیں۔ اور اپنے کو اونٹ سے گرا دیا اب سید سجاد کی توجہ
باپ کے لاشے سے ہٹ کر پھوپھی کی طرف ہو گئی زینب نے کہا بیٹا سجاد کیا
جان دے دو گے سید سجاد نے کہا پھوپھی اماں وہ جوان بیٹا کیسے یہ منظر دیکھے کہ
جس کے باپ کا لاشہ جلتی زمین پر عریاں پڑا رہے۔ اور بیٹا دفن و کفن نہ کر
سکے۔

عزادارو! گیارہ محرم کو مقتل شہدا یزیدی فوج سے
خالی ہو گیا یہاں تک کہ بارہ محرم آگئی تو بنی اسد کی عورتوں نے اپنے مردوں
سے کہا ہائے کیا غضب ہے کہ یزیدی فوج کے نجس مردے تو دفن ہو جائیں اور
دلبند علی و فاطمہ کے لاشے کربلا کی جلتی زمین پر بے غسل و کفن پڑے رہ جائیں۔
اگر تمہیں ابن زیاد کا خوف ہے تو تلواریں ہمیں دیدو اور ہماری چادریں تم
اوڑھ لو۔ اور گھر میں بیٹھو ہم اپنی بی بی فاطمہ زہرا کے دلبندوں کی لاشوں کو
خود دفن کریں گے۔ عورتوں کے غیرت دلانے پر بنی اسد کے تمام مرد اور ساری
عورتیں مقتل کربلا میں کدال اور پھاوڑے ہاتھوں میں لئے ہوئے آگئیں۔

بنی اسد کے مردوں نے اپنی عورتوں سے کہا تم سب واپس
جاؤ ہم شہیدوں کی لاشوں کو دفن کرلیں گے مگر عورتیں نہ مانیں اور کہا کہ تم شہیدوں
کی قبروں کو بناؤ اور ہم عورتیں فرات سے پانی لا کر پیاسوں کی قبروں پر
چھڑکیں گے۔

جب بنی اسد قتل گاہ میں آئے تو کیا دیکھا کہ شہیدوں کی لاشیں
خاک و خون میں غلطاں پڑی ہوئی ہیں بنی اسد فرزند رسول کی لاش کی تلاش میں
پریشان تھے کہ کیا دیکھا کہ کوفے سے ایک گرد نمودار ہو رہی ہے یہاں تک کہ وہ
سوار مقتل میں آیا بنی اسد نے اس سوار کو غور سے دیکھا تو ہاتھوں میں ہتھکڑیوں کے
نشان پیروں میں بیڑیوں کے نشان اور گلے میں طوق کا نشان تھا سوار نے مقتل میں
پہونچ کر کہا۔ السلام علیک یا ابا عبداللہ۔ السلام علیک یا ابن رسول
اللہ۔ اے بابا آپ کا بیمار بیٹا آپ کو دفن کرنے کے لئے آیا ہے جب بنی اسد
کو معلوم ہوا کہ یہ امام وقت زین العابدینؑ ہیں تو آکر قدموں پر گر پڑے امام زین
العابدین نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ بنی اسد نے کہا مولا ہم شہیدوں کی
لاشوں کو دفن کرنا چاہتے ہیں مگر سردار قافلہ حسینؑ ابن علیؑ کے لاشہ کا پتہ نہیں چلتا
امام نے فرمایا اے بنی اسد خدا تم کو جزائے خیر دے۔ آؤ دفن شہدا میں میری
مدد کرو۔ لیکن فرزند رسول کا لاشہ میں خود دفن کروں گا اس لئے کہ امام کی لاشوں
کو امام ہی دفن کرتا ہے امام سجاد بنی اسد کو لے کر ایک نشیب میں آئے امام نے
قبر کا نشان بتا کر قبر کھودنے کا حکم دیا۔ ابھی تھوڑی مٹی ہٹائی تھی کہ بنی اسد کو
تیار شدہ قبر دکھائی دی۔ جس پر پتھر رکھا ہوا تھا اور اس پر تحریر تھا ھٰذا قبر
الحسین ابن علی یہ قبر حسینؑ ابن علیؑ کی ہے۔ بنی اسد نے بڑی کوشش کی مگر وہ
پتھر نہ ہلا سکے۔ تب امام زین العابدینؑ نے اعجاز امامت اس پتھر کو ہٹایا اور
لاش امام دفنانے کا ارادہ فرمایا تو دو ہاتھ قبر کے سامنے سے برآمد ہوئے
جو رسول اللہ کے ہاتھ سے مشابہ تھے اور دو ہاتھ پائنتی برآمد ہوئے جو فاطمہ
زہرا کے ہاتھ سے مشابہ تھے۔ قبر سے آواز آئی بیٹا سجاد میرے فرزند کو لاؤ
امام کا لاشہ دفن کرنے کے بعد امام زین العابدینؑ نے ایک

تک پہنچا۔ اور بنی اسد سے فرمایا کہ یہاں ایک گڑھا کھود کر سب لاشوں کو دفن کر دو
چنانچہ لاشیں اسی گڑھے میں دفن کی گئیں جسے گنج شہیداں کہتے
ہیں۔ گنج شہیداں میں جب لاشیں دفن کر چکے تو بنی اسد نے کہا فلاں مقام پر
ایک بوڑھے مجاہد کا لاشہ پڑا ہوا ہے۔ امام قریب آئے اور کہا السلام علیک
یا حبیب ابن مظاہر۔ حبیب ابن مظاہر کا لاشہ گنج شہیداں سے الگ دفن کیا
گیا۔

عزادارو! حبیب ابن مظاہر کا تعلق قبیلۂ بنی اسد سے تھا چنانچہ
ہر سال محرم میں بنی اسد کا شیخ حرم میں آتا ہے اور حبیب ابن مظاہر کی ضریح
کو پکڑ کر کہتا ہے کہ اے حبیب ہم تیرے شکر گذار ہیں کہ تم نے قیامت تک
کے لئے نصرت حسینؑ میں جان دیکر ہمارے قبیلے کی لاج رکھ لی اے حبیب
آپ نے ہمیں سرخرو کر دیا۔

جب حبیب کا لاشہ دفن ہو گیا تو بنی اسد فرات کے کنارے
آئے۔ تو دیکھا کہ اک جوان کا لاشہ اس طرح سے پڑا ہوا ہے کہ دونوں ہاتھ کٹے
ہوئے ہیں۔ سید سجاد نے کہا کہ اے چچا آپ پر ہمارا سلام ہو ہائے جب سید سجاد
نے اپنے چچا حضرت عباسؑ کا لاشہ اٹھا کر دفن کرنا چاہا تو لاش اتنی ٹکڑے
ٹکڑے تھی کہ اٹھائی نہ جا سکی سید سجاد نے بنی اسد سے ایک چٹائی منگا کر لاش
کے ٹکڑے جمع کئے اور قبر میں اتارا۔ سید سجاد حضرت عباسؑ کا لاشہ دفن
کر کے روتے ہوئے چلے ہائے میرے چچا اشقیاء نے تمہاری لاش
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی۔

حضرت عباسؑ کا لاشہ لب فرات دفن کر کے جب
سید سجاد فارغ ہوئے تو بنی اسد نے کہا مولا ابھی ایک لاشہ دفن نہیں

ہو سکا ہے۔ اور وہ لاشہ ایک کڑیل جوان کا ہے۔ سید سجاد قریب آئے اور کہا
یہ میرے بھائی علی اکبرؑ کا لاشہ ہے۔ پھر سید سجاد نے علی اکبرؑ کی لاش امام حسینؑ
کے پائینتی دفن کر دی۔ اس کے بعد بنی اسد نے کہا مولا ابھی ایک لاشہ اور
رہ گیا ہے امام اس لاشے کے قریب آئے اور کہا یہ ہمارے مہمان حرؑ کا لاشہ
ہے امام نے حرؑ کو بھی سپرد لحد کیا آج بھی جب زائرین جاتے ہیں تو دیکھتے
ہیں کہ حرؑ کا روضہ گنج شہیداں سے الگ بنا ہوا ہے یہ بھی امام کی حکمت تھی
اگر اور شہیدوں کے ساتھ حرؑ کا لاشہ بھی گنج شہیداں میں ہوتا تو کیسے پتہ چلتا
کہ جس حرؑ نے راستہ روکا تھا اسے حسینؑ نے کس طرح معاف فرمایا تھا۔

عزادارو! قبیلۂ بنی اسد کا آج بھی دستور ہے کہ اس قبیلے
کے تمام مرد و زن اور چھوٹے چھوٹے بچے محرم میں بیلچے اور پھاوڑے لئے
ہوئے کربلا میں آتے ہیں اور دردناک انداز میں کہتے ہیں این الحسین این
الحسین یہ نعرہ بلند ہوتا ہے تو کہرام بپا ہو جاتا ہے۔

نوحہ

پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ ملا

۱

انتہا ہوتی ہے ہر درد کے افسانے کی — رنج سہنے کی ستم سہنے کی غم کھانے کی
کلمہ گویوں کو یہ اک بات ہے سمجھانے کی — رسم ہے سارے مسلمانوں میں دفنانے کی

پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ ملا

۲

اہل دولت بھی تھے اعزاز کے سامان بھی تھے — ماہر شرع بھی تھے واقف ایمان بھی تھے
مذہب و ملتِ عالم کے نگہبان بھی تھے — سات سو ظالموں میں حافظ قرآن بھی تھے

پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ ملا

۲

غسل میت کو بصد رنج و محن دیتے ہیں — اور عزیزوں کو تشفی کے سخن دیتے ہیں
بے وطن ہو تو مدد اہل وطن دیتے ہیں — چندہ کر کر کے مسلماں کو کفن دیتے

پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ ملا

دوش پر اپنے جنازے کو اٹھا لاتے ہیں — کاندھا دیتے ہوئے میت کو کبھی
غیر بھی ساتھ جنازے کے چلے جاتے ہیں — مل کے میت کو بہت درد سے دفناتے ہیں

پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ ملا

۵

حاکم وقت نے جس وقت کیا شہر بدر — گھر سے بے گھر ہوئے پردیس میں پہنچے بوذر
ایک بیٹی رہی خود کر گئے دنیا سے سفر — ان کو دیتے ہیں کفن مالک اشتر آکر

پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ ملا

۶

دوش پر اپنے پیمبرؐ نے بٹھا کر یہ کہا — یہی شبیرؑ ہے پہچان لو فرزند مرا
اس کو خوش رکھنا اگر چاہتے ہو حق کی رضا — اس سے الفت جو کرو مجھ پہ ہے احسان بڑا

پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ ملا

۷

ختم دسویں کو ہوا معرکۂ کرب و بلا — شام کا وقت تھا جب خیمۂ شبیرؑ جلا
ایک دن اور وہاں لشکر اعدا ٹھہرا — اپنے کشتوں کو بن سعد نے پھر دفن کیا

پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ ملا

مجلس ۱۲
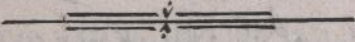
شہادت حضرت سکینہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ۔

پروردگار عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ یتیم پر ظلم و زیادتی نہ کرو۔ معصوم فرماتے ہیں کہ تم اپنے بچوں کو کسی یتیم کے سامنے پیار نہ کرو۔ یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور انھیں پیار کرنا اللہ و رسول کو بہت پسند ہے۔

مگر عزادارو! جو نفسیاتی اور ذہنی و جسمانی اذیتیں حضرت سکینہ کو دی گئیں اسے سن کر دل دہل جاتا ہے۔ اور یہ مصائب سکینہ کو اس لئے برداشت کرنا پڑے کہ حسینؑ سکینہ کو بہت چاہتے تھے اپنے سینے پر سلاتے تھے۔ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک سکینہ پر جو ظلم و ستم ڈھائے گئے اس کا برداشت کرنا بس بنت الحسین ہی کا کام تھا۔ چنانچہ قافلہ جب کربلا سے روانہ ہوا۔ تو راستے میں وہ نیزہ کہ جس پر حسینؑ کا سر تھا زمین میں گڑ گیا نیزہ بردار نے آکر شمر سے کہا شمر نے تازیانہ لیا اور سید سجاد کے پاس آیا

اور کہا کہ اپنے باپ سے کہو کہ آگے بڑھیں ورنہ ابھی اسی تازیانے سے اذیت دوں گا۔ سید سجاد بابا کے سر کی طرف مڑے کہا بابا آپ آگے کیوں نہیں بڑھتے کٹے ہوئے سر سے آواز آئی بیٹا سجاد میرے سینے پر سونے والی سکینہ اونٹ سے گر گئی ہے جب تک وہ قافلہ میں شامل نہ ہوگی میں آگے نہ بڑھوں گا جب یہ خبر ثانی زہرا نے سنی اونٹ سے اتریں اور سکینہ کو تلاش کرنے لگیں کہتی جاتی تھیں میری سکینہ کہاں ہو آواز دو۔ تلاش کرتے کرتے ایک جگہ پہونچیں تو دیکھا ایک بی بی جلتی زمین پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ زینبؑ قریب گئیں تو دیکھا سکینہ اس بی بی کی گود میں رو رہی ہے اور وہ مخدومہ سکینہ کے آنسو پونچھ رہی ہیں۔ زینبؑ نے کہا تو کون بی بی ہے کہ یتیمہ پر رحم آگیا اس لئے کہ اب تک اس بچی کو کسی نے طمانچے مارے کسی نے تازیانے مارے کسی کو رحم نہ آیا بس یہ سننا تھا کہ مخدومہ نے نقاب الٹ دی اور کہا بیٹی زینبؑ میں کوئی اور نہیں تیری دکھیا ماں فاطمہ زہرا ہوں یہ سن کر زینبؑ ماں سے لپٹ گئیں اور کہا اماں گھر اجڑ گیا ماں جایا شہید کر دیا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ چلتے چلتے جب اہل حرم کا قافلہ دربار شام میں پہونچا تو یزید تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور تخت کے نیچے رسول کے نواسے کا سر رکھا ہوا تھا اہل حرم کے گلے ایک رسّی میں بندھے ہوئے تھے سکینہ کا عالم یہ تھا کہ ایک ہاتھ گلے پر رکھے تھیں اور دوسرا ہاتھ چہرے پر رکھے ہوئے تھیں یزید نے پوچھا یہ بچی کون ہے۔ شمر نے کہا یہ حسینؑ کی بیٹی سکینہ ہے یزید نے سکینہ سے پوچھا تم بار بار اپنا پیر زمین سے کیوں اٹھاتی ہو سکینہ نے کہا اے یزید تیری فوج نے ہم بارہ اسیروں کے گلے ایک رسن میں باندھے ہیں چونکہ میں سب میں کمسن ہوں۔ اس لئے جب یہ کھڑے ہوتے ہیں تو میرا گلا گھٹ جاتا ہے

پھر یزید نے پوچھا سکینہ یہ بتاؤ تم ایک ہاتھ چہرے پر اور ایک ہاتھ گلے پر کیوں رکھے ہو سکینہ نے کہا اے یزید میری پھوپھیوں اور ماں بہنوں کے بال اتنے بڑے ہیں کہ انھوں نے اپنا پردہ اپنے بالوں سے کر رکھا ہے۔ مگر میرے بال چھوٹے ہیں۔ اس لئے میں اپنے ہاتھ سے اپنا پردہ کئے ہوئے ہوں۔ اور دوسرا ہاتھ گلے پر اسلئے ہے کہ میرا گلا زخمی ہو گیا ہے یزید کہتا ہے کہ سکینہ میں نے سنا ہے کہ جب تک تو اپنے بابا کے سینے پر نہیں سوتی تھی تجھے نیند نہیں آتی تھی تیرا باپ تجھ سے بہت محبت کرتا تھا سکینہ نے کہا بیشک میرا بابا مجھے بہت چاہتا تھا۔ یزید نے کہا اے سکینہ میں تو اس وقت یہ بات صحیح سمجھوں گا کہ جب تیرے بابا کا سر تیری گود میں چلا جائے۔ بھرے ہوئے دربار میں سکینہ نے اپنا جلا ہوا دامن پھیلایا اور کہا بابا مری گود میں آجاؤ آپ کی محبت کا امتحان ہو رہا ہے راوی کہتا ہے کہ طشت طلا سے سر حسین بلند ہوا اور سکینہ کی گود میں آگیا۔ اس کے بعد یزید نے اہلحرم کو شام کے قید خانہ میں بھجوا دیا۔ ہائے کوفہ کی شہزادیاں، نبی کی نواسیاں شام کے اس قید خانہ میں قید کی گئیں جہاں ترک و دیلم کے قیدیوں کو رکھا جاتا تھا اس قید خانہ میں سکینہ کا معمول یہ تھا کہ جب شام ہوتی تھی تو در زندان پر آجاتی تھیں اور اڑتے ہوئے طائروں کو دیکھ کر کہتی تھیں پھوپھی اماں یہ طائر کہاں جا رہے ہیں کہا بیٹی یہ اپنے آشیانوں کی طرف جا رہے ہیں تب سکینہ کہتی تھیں پھوپھی اماں ہم لوگ اپنے وطن کب جائیں گے قید خانہ شام میں جب رات آتی تھی تو سکینہ کو باپ کا سینہ یاد آتا تھا جب باپ کا سینہ یاد آتا تھا تو اس قدر تڑپ تڑپ کر گریہ کرتی تھیں کہ قید خانہ سے قریب جو یزید کا محل تھا وہاں تک رونے کی آواز پہونچ جاتی تھی۔ اور جب سکینہ کے رونے

کی آواز زینبؑ کی کنیز ہند سنتی تھی تو نیند نہ آتی تھی صبح شام فکر مند رہا کرتی تھی۔ بالآخر سکینہ کے مسلسل رونے نے ہند کو قید خانہ میں آنے پر مجبور کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن سکینہ اپنے بابا کو یاد کرتے کرتے سو گئیں تو خواب میں اپنے بابا کو دیکھا خواب سے بیدار ہوئیں تو چیخ مار مار کر رونے لگیں۔ اور کہنے لگیں ہائے مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے بابا۔ اے بابا ابھی تو تم مجھے اپنے سینے پر سلائے ہوئے تھے پیار کر رہے تھے دلاسہ دے رہے تھے۔ اہلحرم سمجھ گئے کہ سکینہ نے اپنے بابا کو خواب میں دیکھا ہے سکینہ روتی جاتی تھیں قید خانہ میں اک کہرام بپا تھا۔ جب یہ آواز گریہ یزید نے سنی تو کہا آخر کیا بات ہے کہ قید خانہ میں گریہ و بکا ہو رہا ہے۔ کسی نے کہا حسینؑ کے سینے پر سونے والی سکینہ یاد پدر میں رو رہی ہے یہ سن کر یزید نے حسین کا سر قید خانہ میں بھیجا سکینہ نے بڑھ کر سر حسینؑ اپنی گود میں لے لیا اور منھ پر منھ رکھکر کہا اے بابا تمہارے مرنے کے بعد کانوں سے گوہر چھین لئے گئے۔ اے میرے اچھے بابا شمر نے میرے رخسار پر طمانچے مارے ہیں۔ اے بابا میری پشت تازیانوں سے زخمی ہے بابا آپ تو جام کوثر سے سیراب ہوئے مگر بابا آپ کی بیٹی سکینہ اب تک پیاسی ہے اے بابا اب مجھے اپنے پاس بلا لو بابا۔

راوی کہتا ہے کہ سکینہ یہ باتیں کہہ کہہ کر رو رہی تھی کہ ایک مرتبہ رونے کی آواز رک گئی خاموشی چھا گئی۔ زینبؑ نے آگے بڑھ کر سکینہ کا شانہ ہلایا بیٹی سکینہ مرے بھیا کی امانت سکینہ پھوپھی آواز دیتی ہے جواب کیوں نہیں دیتی ہو اس کے بعد زینبؑ نے سکینہ کو اٹھالیا گود میں اٹھایا تو سکینہ کی گردن ڈھل گئی۔ شام کے قید خانہ میں سکینہ مر گئی۔ قید خانہ میں

قیامت کا سماں تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب یزید نے سکینہ کے انتقال کی خبر سنی تو غسالہ کو بھیجا۔ غسالہ نے جب کرتا اتارنا چاہا تو سکینہ کے جسم کی جلد کرتے میں چپک کر جدا ہونے لگی غسالہ نے پوچھا آخر اس بچی کو کیا مرض تھا زینبؑ نے کہا مرض تو کوئی نہیں تھا البتہ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک تازیانے کھاتے کھاتے پشت زخمی ہو گئی ہے۔ یزید نے سکینہ کے کفن کا کپڑا بھی بھیجنے کے لئے سید سجاد سے کہا تھا۔ تو سید سجاد نے کہلوا دیا کہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی پھٹا ہوا کرتا میری بہن کا کفن ہوگا قید خانہ میں قبر تیار ہوگئی سید سجاد قبر میں اترے اور بہن کی میت ایک نشیب میں سپرد لحد کردی۔

عزادارو! ۱۲۲۵ھ میں سید مرتضیٰؒ نے خواب میں دیکھا کہ جناب سکینہ تشریف لائی ہیں۔ اور فرماتی ہیں۔ اے سید مرتضیٰ میری قبر میں پانی آگیا۔ کل شام کا حاکم اس کی مرمت کا حکم دے گا آپ یہاں پہونچ جائیے گا اور میری میت کو قبر سے نکال کر اپنی گود میں رکھئے گا اور جب قبر درست ہو جائے تو مجھے خاک پر لٹا دیجئے گا۔ سید مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جب صبح کو میں بیدار ہوا تو کسی نے دق الباب کیا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ شام کے حاکم نے مجھے بلایا ہے میں فوراً حاکم کے پاس گیا حاکم نے بھی وہی خواب بیان کیا اور کہا جناب سکینہ نے آپ ہی کو دفن کرنے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے سید مرتضیٰؒ کے اور کوئی دوسرا میری میت کو ہاتھ نہ لگائے سید مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جب میں حاکم کے ساتھ قبر سکینہ پر آیا۔ اور تختہ ہٹایا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہزادی کو ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے۔ اسی

طرح پھٹا ہوا کرتا تھا۔ رخساروں پر طمانچوں کے نشان موجود تھے ننھے ننھے ہاتھوں میں رسیوں کا نشان تھا لب سوکھے ہوئے تھے کان اسی طرح زخمی تھے میں سر پٹک پٹک کر رونے لگا پھر سکینہ کی میت کو اپنی گود میں لیا اور ایک پردے کے پیچھے بیٹھ گیا تاکہ کسی غیر کی نظر میت سکینہ پر نہ پڑ جائے اور جب قبر درست ہوگئی تو میں نے سپرد لحد کردیا۔
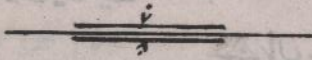
نوحہ

سکینہ کے لاشے پہ کہتی ہے زینبؑ
تری لاش بیٹی اٹھاؤں میں کیسے
مقید ہوں سر پر ردا بھی نہیں ہے
کفن ہائے تجھ کو پہناؤں میں کیسے

۲

ہے یاں سے مدینہ بہت دور بیٹی
ہے زینبؑ بہت اب تو مجبور بیٹی
پڑی ہے جو تاریک زنداں میں میت
ہوں شرمندہ شمع جلاؤں میں کیسے

۳

بتاؤ کہ جس قید میں میری جانی
نہیں ملتا جی بھر کے پینے کو پانی
بھلا ایسے زنداں میں میت کو تیری
کہو غسل ہائے دلاؤں میں کیسے

۴

جو ہوتا مرا بھیا عباس زندہ
نہ اس بیکسی سے پڑا رہتا لاشہ
مگر شیر سوتا ہے کرب و بلا میں
مدد کے لئے اب بلاؤں میں کیسے

۵

ذرا پوچھو زینبؑ کے دل سے تو بیٹی
تری لاش پر بیکسی ہے برستی
نہیں سر پہ باقی ہے زینبؑ کے چادر
جنازے پہ تیرے اڑھاؤں میں کیسے

6

غرض آئی غسالہ جب غسل دینے
سکینہ کی پشت حزیں دیکھی اس نے
تڑپ کر کہا اتنی زخمی ہے میت
بھلا ہاتھ اس کو لگاؤں میں کیسے

7

یہ پھر پوچھا زینبؑ سے بتلاؤ بی بی
یہ پشت سکینہ ہے کیوں اتنی زخمی
کہا تازیانے بہت کھائے اِس نے
تمہیں کس زباں سے بتاؤں میں کیسے

8

ہوا جبکہ تیار ننھا جنازہ
پڑھا بنت زہرا نے رو رو کے نوحہ
ہے جکڑا ہوا میرا بازو رسن میں
جنازے کو تیرے اٹھاؤں میں کیسے

9

ہے باقی جو اک تیرا بیمار بھائی
لعیں نے ہے زنجیر اس کو پہنائی
نہیں قید سے ہے کسی کو رہائی
بھلا تیری تربت بناؤں میں کیسے

۱۰

جنازے کو عابد نے جس دم اٹھایا
تھی زنجیر ہاتھوں میں اس پہ جنازہ
کہا بنت زہرا نے ہو صبر کیوں کر
کلیجے کو پتھر بناؤں میں کیسے

۱۱

ملا بی بیوں کو جو حکم رہائی
تو زینب سکینہ کی تربت پہ آئی
کہا چھوڑ کر تجھ کو زنداں میں بیٹی
مدینے کو تنہا چلی جاؤں کیسے

۱۲

کہا شام کی عورتوں سے یہ رو کر
جلا دینا تم شمع تربت پہ آکر
اسے چھوڑ کر جا رہی ہوں کس جگر سے
تمہیں بی بیو یہ بتاؤں میں کیسے

۱۳

جب آئی ہے واپس سکینہ کی چادر
پکاریں سوئے قید خانہ یہ مڑ کر
سکینہ یہ اب تیری ننھی سی چادر
بتا دے کہ اب اڑھاؤں میں کیسے

۱۴

ظفر جب کہ زینبؑ وطن کو چلی ہیں
تو حسرت سے ننھی لحد تک رہی ہیں
کہا میری دکھیا بتا دے سکینہ
تجھے چھوڑ کر تنہا جاؤں میں کیسے

مجلس ۱۲
چہلم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَیْنِ فَقَدْ زَارَنِی۔

رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے قبر حسین کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی۔ کیا مرتبہ ہے قبر حسینی کا کہ ملائکہ بھی عرش سے آکر شب و روز طواف کیا کرتے ہیں آج جب کوئی زائر کربلا جاتا ہے تو حرم میں پہونچ کر بے اختیار رونے لگتا ہے ہائے کیا گذری ہوگی اہلحرم پر اس وقت کہ جب رہا ہو کر کربلا میں قبر حسینی کی غربت و بیکسی کو دیکھا ہوگا۔

عزادارو۔ اہلحرم کی سال بھر کی قید کے بعد ایک دن یزید لعین نے سید سجاد کو بلایا اور کہا میں نے آپ کی اور اہلحرم کی رہائی کا پیغام سنانے کے لئے بلایا ہے۔ پھر حداد نے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں پیروں کی بیڑیاں کمر کا لنگر جدا کیا اور جب لوہا کاٹنے والے نے سید سجاد کے گلے سے طوق نکالا تو غش کھا کر گر پڑا جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تو

بے ہوش کیوں ہو گیا تھا کہا میں نے اس قیدی کے گلے کا طوق جب نکالا تو گردن میں اتنا گہرا زخم دیکھا کہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔

پھر یزید نے کہا اے زین العابدینؑ اب آپ کو اختیار ہے جی چاہے مدینہ جائیں جی چاہے شام میں رہیں۔ سید سجاد نے کہا اے یزید لعین میں اس سلسلے میں اپنی پھوپھی سے مشورہ کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا سید سجاد زندان میں آئے۔ بیٹے کو آزاد دیکھ کر سینے سے لگا لیا پھر سید سجاد نے کہا پھوپھی اماں یزید نے اختیار دیا ہے چاہے مدینہ چلیں یا شام میں قیام کریں زینب نے کہا بیٹا سجاد جا کر یزید سے کہدو کہ پہلے ایک مکان خالی کرادے تاکہ ہم شہیدوں کا ماتم کرلیں چنانچہ ایک مکان خالی ہوا۔ زینبؑ نے سب سے پہلے ایک مسند بچھائی اور کہا بیٹا سجاد دنیا کا دستور ہے کہ جب باپ مرجاتا ہے تو بیٹے کو تعزیت دی جاتی ہے اے سید سجاد تمہارا بابا مارا گیا مگر اب تک کسی نے تم کو تعزیت نہ دی۔ اب یہ فریضہ زینبؑ انجام دے گی۔ اس مکان میں سات دن تک ماتم ہوتا رہا یہاں تک کہ اب قافلہ وہاں سے مدینہ جانے کی تیاری کرنے لگا چند عماریاں آئیں جس پر دبیز حریر کے پردے پڑے ہوئے تھے جب ان ریشمی پردوں کو زینبؑ نے دیکھا تو فرمایا ان کی جگہ سیاہ پردے ڈال دیئے جائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ بہتر کے سوگواروں کا قافلہ ہے قافلہ روانہ ہوا تو درمیان میں شام کا قیدخانہ پڑا۔ زینبؑ قیدخانہ میں آئیں قبر سکینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیٹی سکینہ قافلہ مدینہ جارہا ہے اے سکینہ زینبؑ تمہیں کس دل سے چھوڑ کر مدینہ جائے ارے میں کربلا جاؤں گی تو تمہارے بابا کو کیا جواب دونگی تمہاری بہن صغریٰ سے کیا کہوں گی۔

قافلہ شام سے روانہ ہوا۔ تو بیسؑ صفر کو حدود کربلا میں

داخل ہوا۔ جابر بن عبداللہؓ انصاری کربلا پہونچے ہوئے تھے جابر رسول خدا کے صحابی تھے آنکھوں سے نابینا تھے جب امام حسینؑ کی شہادت کی خبر جابر نے سنی تو اپنے غلام کو لے کر کربلا کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب حدود کربلا میں داخل ہوئے تو غلام نے آگاہ کیا جابر فوراً اونٹ سے اتر گئے اور غلام سے کہا مجھے فرزند رسول کی قبر پر پہونچا دے۔ غلام نے کہا یہ کیسے پتہ چلے کہ فرزند رسولؐ کی قبر کون ہے غلام سے جابر نے کہا مجھے قبروں کے درمیان کھڑا کردے۔ ابھی پتہ چل جائے گا چنانچہ غلام نے جابر کا ہاتھ پکڑا اور قبروں کے درمیان کھڑا کردیا۔ جابر نے کہا السلام علیک یا ابا عبداللہ۔ السلام علیک یابن رسول اللہ ناگاہ ایک گوشہ قبر سے آواز آئی۔ وعلیک السلام یا جابر۔ جابر فرزند رسول کی قبر سے لپٹ کر رونے لگے کہ اسی اثنا میں ایک طرف سے گرد نمودار ہوئی غلام نے جابر سے کہا کہ سیاہ جھنڈے اور عماریوں پر سیاہ پردے نظر آرہے ہیں اور ابھی غلام اور جابر میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ بشیر نے آکر جابر سے کہا آپ یہاں سے ہٹ جائیے اس لئے کہ قافلہ شام کی قید سے رہا ہو کر آیا ہے جابر نے کہا ارے کیا شہزادی زینبؑ آئی ہیں۔ جابر قبر حسینؑ سے ہٹ گئے زینبؑ کا اونٹ قبر حسینی پر آیا تو زینبؑ نے اونٹ کی بلندی سے اپنے کو بھائی کی قبر پر گرادیا۔ کہا بھیا اٹھو بہن تمہارا چہلم منانے آئی ہے۔ اے ماں جائے تمہاری شہادت کے بعد خیموں میں آگ لگائی گئی سروں سے چادریں چھین لی گئیں عابد بیمار کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پیروں میں بیڑیاں پہنائی گئیں اے بھیا ہمیں کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں پھرایا گیا بھیا ہم قیدخانہ شام سے چھٹ کر آئے ہیں بھیا زینبؑ شرمندہ ہے کہ تمہاری امانت کو قیدخانۂ شام میں کھو کر آئی ہوں اے ماں جائے بالی سکینہ تمہارے فراق میں روتے روتے مرگئی۔

عزادارو۔ چہلم کے دن جب قافلہ کربلا پہونچا تو بی بیوں نے اپنے کو شہیدوں کی قبروں پر گرادیا ام فروہ قاسم کی یاد میں پچھاڑیں کھانے لگیں اور کہا بیٹا تمہاری دکھیا ماں، تمہاری ایک رات کی بیوہ دلہن کو لے کر تمہارے پاس آئی ہے بیٹا بتاؤ میں اس کو کیا کہہ کے سمجھاؤں۔

ام کلثوم قبر عباس پر آئیں اور کہا میرے عزت دار بھیا تمہارے بعد ہم برہنہ سر درباروں اور بازاروں میں اس طرح پھرائے گئے کہ ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے تم دریا پر سوتے رہ گئے اور ہماری خبر نہ لی ام لیلیٰ قبر علی اکبرؑ پر آئیں اور تڑپ کر کہا بیٹا علی اکبر میری تمناؤں کا خون کر کے تم تو دنیا سے سدھارے اور یہ ماں تڑپنے کے لئے زندہ رہ گئی بیٹا علی اکبر آج تمہارا چالیسواں ہے اور تمہاری غریب ماں کے پاس کچھ نہیں ہے اس لئے میں اپنے آنسوؤں کے پھولوں کی چادر تمہاری قبر پر چڑھا رہی ہوں

پھر سید سجاد نے بشیر سے پوچھا اے بشیر میرے نانا کے صحابی جابر کہاں ہیں۔ بشیر نے کہا شاہزادیوں کی عماریوں کو دیکھ کر جابر جھاڑیوں میں چھپ گئے ہیں۔ سید سجاد جابر کے پاس آئے جابر نے فرط عقیدت میں سید سجاد کا ہاتھ چومنا چاہا مگر سید سجاد نے ہاتھ کھینچ لیا جابر نے کہا مولا ہم مدینہ میں آپ کا ہاتھ چوما کرتے تھے کیا بات ہے کہ آج دست بوسی کے شرف سے محروم کر رہے ہیں۔ سید سجاد نے آستین ہٹائی اور کہا اے نانا کے صحابی ان ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائی گئی تھیں جابر میرے ہاتھ بہت زخمی ہیں۔

عزادارو۔ زمین کربلا پر شہدائے کربلا کا چہلم اس طرح سے منایا گیا کہ کربلا کے آس پاس کے دیہات کے مرد و زن جمع ہو گئے۔ عورتوں نے زینبؑ ام کلثوم کو پرسہ دیا۔ مردوں نے سید سجاد کو پرسہ دیا یہ لٹا ہوا قافلہ تین

دن ماتم کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگا تو تمام بی بیوں نے خاص کر زینبؑ نے یہ کہہ کر رخصت کیا ؎

اے کربلا کے سید و سردار الوداع　　نور نگاہ احمد مختار الوداع

ہم بیکسوں کے قافلہ سالار الوداع　　دکھیا بہن کے مونس و غمخوار الوداع

تڑپا رہا بہن کو یہ درد فراق ہے

بھیا لحد کو چھوڑنا زینبؑ پہ شاق ہے

اے کربلائے سید دلگیر الوداع　　اے قتل گاہ حضرت شبیرؑ الوداع

اے قبر ابن صاحب تطہیر الوداع　　لو بھائی جان جاتی ہے ہمشیر الوداع

کیا بے نصیب ہے یہ نواسی رسول کی

جس کی مجاوری بھی نہ تم نے قبول کی

کربلا سے قافلہ سمت مدینہ روانہ ہونے کی تیاری کرنے لگا۔ حضرت زینبؑ بھائی کو سلام آخر کر کے الوداع کہہ چکی تھیں مگر فرط محبت میں زینبؑ نے چاہا کہ ایک مرتبہ بھائی کی قبر کی اور زیارت کر لوں اب جو زینبؑ نے ماں جائے کی قبر کا رخ کیا تو دیکھا کوئی بی بی قبر سے لپٹی ہوئی فریاد کر رہی ہے زینبؑ بھائی کی قبر پر آئیں کیا دیکھا کہ رباب نوحہ و ماتم کر رہی ہیں زینبؑ نے کہا بھابھی جان کیا مدینہ چلنے کا ارادہ نہیں ہے ام رباب نے کہا اے شہزادی زینبؑ آج اس دکھیا کو ایک بات کا جواب دے دو۔ اس کے بعد رباب نے کہا اے شہزادی بے شک آپ کی گود اجڑ گئی عون و محمد شہید ہو گئے مگر شہزادی جب آپ مدینہ جائیں گی تو وارث کا سایہ مل جائے گا۔ اے شہزادی زینبؑ اب یہ دکھیا رباب مدینہ جا کر کیا کرے گی ہائے میری گود بھی اجڑ گئی میرا سہاگ بھی اجڑ گیا میرا وارث بھی شہید ہو گیا میرا ششماہا بھی مارا گیا میری سکینہ شام میں مر گئی

مدینہ میں میرا اب کون ہے اور مدینہ اب میں کس لئے جاؤں یہ سن کر زینبؑ دوڑی ہوئی سید سجاد کے پاس آئیں اور کہا بیٹا سید سجاد ام رباب مدینہ چلنے کو تیار نہیں ہیں سید سجاد رباب کے پاس آئے اور کہا اماں رباب آپ مدینہ کیوں نہیں چل رہی ہیں آپ کا مدینہ چلنا ضروری ہے اور تنہا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے رباب نے کہا بیٹا سید سجاد تم امام وقت ہو تمہارے کہنے سے میں مدینہ چلنے کو تیار ہوں مگر اے بیٹا سجاد میرا اصغر پیاسا شہید ہو گیا میرے وارث کا جنازہ کربلا کی جلتی زمین پر کئی دن تک پڑا رہا اس لئے میں مدینہ تو چلتی ہوں مگر جب تک زندہ رہوں گی ٹھنڈا پانی نہ پیوؤں گی سائے میں نہیں بیٹھوں گی۔

نوحہ

۱

چہلم کرنے بھائی کا زینبؑ کرب و بلا میں آئی ہے
ہاتھوں میں ہے نیل رسن کے رُخ پر اداسی چھائی ہے

۲
بین ہے بھائی کی تربت پر، سوتے ہو اے ماں جائے برادر

۳
بے کس زینبؑ غم کا فسانہ تم کو سنانے آئی ہے
خیمے سے جب رن کو سدھارے لوٹ گئے دکھیا کے سہارے
ہائے بجھے کس طرح سے پھر جب دو زہرا بہن سمجھائی ہے

۴
کچھ بھی خبر ہے تم کو برادر، سر سے مرے چھینی گئی چادر

۵
دکھیا بہن شاہد ہے زمانہ بھیا بڑی دکھ پائی ہے
دہری مصیبت قید میں آئی ہم سے سکینہ چھٹ گئی بھائی
قید ستم سے ننھا سا تربا زینبؑ مضطر لائی ہے

۶
شمر لعیں کے درے کھائے بازو رسن سے بھی بندھوائے

۷
صبر و رضا سے قید ستم کے رنج اٹھا کر آئی ہے
اتنا تو بتلا دو بہن کو جائے گی تنہا کیسے وطن کو
گردش قسمت نے بھیا یہ کیسی گھڑی دکھلائی ہے

۸
قاسمؑ بھی اکبر بھی نہیں ہیں جھولے میں اصغر بھی نہیں ہیں
باغ نبی پر اے بھیا یہ کیسی تباہی آئی ہے

۹

کچھ تو بہن کو تم سمجھاؤ جینے کی صورت تو بتاؤ
بات کرو کچھ منہ سے بولو دکھیا بہت ماں جائی ہے

۱۰

ثانیٔ زینبؑ کہتی تھی رو رو کر ہائے مرے مظلوم برادر
بھیا تمہاری تربت پر بھی کیسی اداسی چھائی ہے

مجلس ۱۴

آٹھ ربیع الاول

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلّم۔ حُبُّ الوَطَنِ مِنَ الاِیمَان۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ وطن کی محبت جزو ایمان ہے۔ ہر انسان کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے اور وطن کے چھوٹنے کا ہر مسافر کے دل پر اثر ہوتا ہے اور جب مسافر سفر سے اپنے وطن خیریت سے واپس لوٹ کر آتا ہے تو اک خوشی محسوس ہوتی ہے۔

مگر عزادارو۔ شہیدوں کا چہلم کر کے جب اہل حرم کا قافلہ جانب مدینہ روانہ ہوا تو آٹھ ربیع الاول کو یہ قافلہ مدینہ پہونچا جب در و دیوار مدینہ نظر آنے لگے تو ام کلثوم نے مرثیہ پڑھا اے نانا کے مدینہ ہمارے آنے کو قبول نہ کرنا۔ اس لئے کہ ہم حسرتوں اور غموں کے ساتھ آئے ہیں اے نانا کے مدینے جب ہم یہاں سے چلے تھے تو کنبہ اکٹھا ساتھ

میں تھا اور جب ہم وطن پلٹے ہیں تو ہماری گودیاں بچوں سے خالی ہیں مردوں میں کوئی باقی نہیں ہے ؎

مدینہ ہم تیرے والی کو آئے ہیں کھو کر — مدینہ گردنِ شبیر پہ چلا خنجر
مدینہ داغ رسن ہے ہمارے شانوں پر — مدینہ کوفے میں سر ننگے ہم پھرے در در

نہ راہ دے ہمیں زہرا کا نور عین نہیں
مدینہ قاسم و اکبر نہیں حسینؑ نہیں

اس لٹے ہوئے قافلے کے خیام بیرون مدینہ نصب ہو گئے۔ اس کے بعد سید سجاد نے بشیر سے کہا بشیر جاؤ اہل مدینہ کو ہمارے آنے کی خبر کر دو۔ چنانچہ بشیر گھوڑے پر سوار ہو کر مدینے میں داخل ہوئے اور بلند آواز سے کہنے لگے مدینہ والو! اب مدینہ رہنے کے قابل نہیں رہا حسینؑ قتل کر دیئے گئے اس غم میں ہمارے آنسو جاری ہے۔ اے مدینہ والو حسینؑ کا جسم کربلا کی زمین پر خاک و خون میں غلطاں ہوا اور ان کا سر نیزے پر بلند کر کے دیار بدیار پھرایا گیا اس کے بعد بشیر محلہ بنی ہاشم میں داخل ہوئے اور کہا اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا جب بشیر کا گذر ام البنین کے مکان سے ہوا تو ام البنین نے بشیر کو روکا اور کہا تو یہ کیسی خبر لایا ہے۔ کہا بی بی۔ یہ خبر سچ ہے کہ حسینؑ تین دن کے بھوکے پیاسے دریا کے کنارے شہید کر دیئے گئے یہ سن کر ام البنین نے نجف کا رخ کیا اور کہا میرے وارث۔ جس عباسؑ پر آپ کو بہت ناز تھا اس کے ہوتے ہوئے میرا حسینؑ پیاسا شہید ہو گیا بشیر نے کہا بی بی جناب عباس کو کچھ نہ کہئے اس لئے آقا عباسؑ نے وہ کارنامہ انجام دیا کہ جو کوئی بھائی کسی بھائی کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ ابوالفضل العباس پیاسے بچوں کے لئے دریا پر پانی لانے کے لئے گئے تھے اور مشک میں پانی بھر کر لا رہے تھے کہ ظالموں نے گھیر کر

پہلے دونوں شانے قلم کر دیئے پھر مشک پر تیر مار کر پانی بہا دیا اور پھر سر پر ایسا گرز مارا کہ سر اقدس پھٹ گیا آپ کا بیٹا زمین پر گرا۔ حسینؑ کمر تھامے ہوئے اس وقت پہونچے جب آقا عباسؑ میں رمق جان باقی تھی بھائی نے بھائی کو دیکھا اور روح پرواز کر گئی۔ بی بی۔ جب تک آپ کا عباسؑ زندہ تھا تب تک کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ آقا حسینؑ کو کج نگاہ سے بھی دیکھ سکے۔ تب ام البنین نے فضل فرزند کو پیار کرتے ہوئے کہا بیٹا تم یتیم ہو گئے۔ تمہارے بابا شہید کر دیئے گئے اس کے بعد جنت البقیع میں آئیں اور نوحہ و ماتم کرنے لگیں ام البنین کے نوحہ و ماتم میں وہ درد ہوتا تھا کہ مروان جیسا شقی بھی ام البنین کے رونے کی آواز کو سن کر رو پڑتا تھا۔ ام البنین کا مرثیہ یہ تھا۔ اے مدینہ والو اب مجھے ام البنین کہہ کر نہ پکارا کرو اس لئے کہ جب مجھے کوئی ام البنین کہہ کر پکارتا ہے تو مجھے شہید بیٹے یاد آنے لگتے ہیں ارے جب میرے بیٹے زندہ تھے تب میں اس نام کے پکارنے کی مستحق تھی مگر میرے چاروں بیٹے شہید کر دیئے گئے۔

عزاداری ۔ جس وقت اہلحرم مدینہ پہونچے ہیں اس وقت محمد حنفیہ سخت بیمار تھے لیکن چیخ و پکار اور نوحہ و ماتم کی آواز کو سن کر چونک پڑے اور پوچھا کہ یہ نوحہ و ماتم اور نالہ و شیون کی آوازیں کیسی ہیں؟ لوگ اس خوف سے شہادت حسینؑ سے باخبر نہیں کر رہے تھے کہ دفعتاً یہ دردناک خبر سن کر کہیں دم نہ نکل جائے۔ جب بار بار پوچھا تو ایک خادم نے کہا جو قافلہ ۲۸ رجب کو یہاں سے روانہ ہوا تھا وہ واپس آیا ہے یہ سن کر محمد حنفیہ اٹھ کھڑے ہوئے مگر سنبھلا نہ گیا بے اختیار گر پڑے اور پوچھنے لگے میرے بھائی حسینؑ کہاں ہیں۔ خادموں نے کہا بیرون مدینہ قافلہ ٹھہرا ہوا ہے

خادموں نے گھوڑے پر سوار کیا اور محمد حنفیہ کو لے کر چلے جب محمد حنفیہ کی نظر کالے علموں پر پڑی تو ایک چیخ ماری اور کہا خدا کی قسم بنی امیہ نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا اور پھر غش کھا کر گر پڑے محمد حنفیہ کا ایک خادم دوڑا ہوا سید سجاد کے پاس آیا اور کہا مولا سجاد اپنے چچا کی خبر لیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے پہونچنے سے پہلے انتقال کر جائیں۔ سید سجاد محمد حنفیہ کے سرہانے پہونچے اور چچا کا سر اٹھا کر گود میں رکھا جب محمد حنفیہ کو ہوش آیا اور سید سجاد پر نظر پڑی تو پوچھا تمہارے باپ کہاں ہیں۔ سید سجاد نے کہا چچا جان میں یتیم ہو کر آیا ہوں

عزادارو جب فاطمہ صغریٰ اس لٹے ہوئے قافلہ کے پاس آئیں تو پہلے ایک ایک بی بی کو غور سے دیکھتی جاتی تھیں زینبؑ نے پوچھا بیٹی کیا ڈھونڈھ رہی ہو صغریٰ نے کہا پھوپھی اماں میں اپنی بہن سکینہ اور اپنے بھیا علی اصغر کو تلاش کر رہی ہوں زینبؑ نے صغریٰ کو سینے سے لگایا کہا بیٹی صغریٰ تمہارا بھیا کربلا کے بن میں حرملہ کے تیر سے شہید ہو گیا اور تمہاری بہن سکینہ شام کے قید خانہ میں مر گئی۔

پھر یہ قافلہ روضہ رسولؐ پر پہنچا روضہ رسولؐ پر پہنچ کر زینبؑ نے کہا نانا میں آپ کے فرزند حسینؑ کے مرنے کی خبر سنانے آئی ہوں اے نانا۔ میرے ماںجائے کو تین دن کا بھوکا پیاسا مہمان بلا کر دریا کے کنارے مع عزیز و انصار شہید کر دیا گیا اے نانا جس حسینؑ کے لئے آپ ناقہ بنے تھے اس حسینؑ کی لاش عریاں جلتی زمین پر پڑی رہی میں لاشہ بھی دفن نہ کر سکی۔ کیوں کہ میرے سر پر چادر بھی نہ تھی اے نانا آپ کی امت ہم کو سر برہنہ بے کجاوہ اونٹوں پر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک لے گئی اے نانا ہم شام کے اس زندان میں قید کئے گئے جہاں ترک و دیلم کے قیدی

رکھے جاتے تھے۔

اے نانا میں آپ کے لئے اس سفر کی واپسی پر جو سوغات لائی ہوں اس کو لیجئے یہ کہہ کر خون سے بھرا ہوا حسینؑ کا عمامہ قبر رسولؐ پر رکھ دیا اور کہا

لو نانا جان تحفہ نیا لے کے آئی ہوں
کٹوا کے سر حسینؑ کا عمامہ لائی ہوں

زینبؑ کی اس فریاد پر قبر رسولؐ لرز گئی۔

روضہ رسولؐ کے بعد یہ قافلہ فاطمہ زہرا کے مزار پر پہونچا زینبؑ نے قبر سیدہ پر اپنے کو گرا دیا اور کہا اے اماں۔ بھائی کو کھو کر زینبؑ آگئی اس کے بعد حسینؑ کا خون سے رنگین کرتا قبر زہرا پر زینبؑ نے رکھ دیا اور اس طرح فریاد کرنے لگیں

اماں لحد میں سوتی ہو کیا لو مری خبر — اماں تباہ ہو گیا غربت میں میرا گھر
اماں تمہارے لال کا کاٹا گیا ہے سر — سر ننگے بی بیوں کو پھرایا ہے در بدر

کنبہ کو کھو کے زینبؑ ناشاد آئی ہے
بھیا حسینؑ چھٹ گئے اماں دہائی ہے

اماں ہمارے شانوں پہ باندھی گئی رسن — اماں جلایا خیمہ شاہنشہ زمن
تشہیر در بدر ہوئی اماں یہ خستہ تن — پایا نہ آہ بچی نے زندان میں کفن

رتبہ نہ جانا کچھ بھی شہ مشرقین کا
نیزے پہ سر چڑھایا گیا تھا حسینؑ کا

راوی کہتا ہے کہ مدینہ پہنچ کر جب زینبؑ اپنے گھر میں آئیں تو گھر میں سناٹا دیکھا عون و محمد کے سونے کی جگہ خالی دیکھا تو زینبؑ نے کربلا کی

جانب منھ کر کے کہا اے بیٹا عون و محمد تم تو کربلا کے بن میں سو رہے ہو ہائے تمہاری یہ دکھیا ماں اب تمہارے بغیر اس گھر میں کیسے رہے گی۔ زینبؑ صحن خانہ میں سر کو جھکائے ہوئے رو رہی تھیں کہ اسی اثناء میں جناب زینبؑ کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر گھر میں داخل ہوئے تو زینبؑ کو دیکھ کر کہا تو کون بی بی ہے جو میرے گھر میری اجازت کے بغیر آگئی ہے یہ سن کر زینبؑ میں تاب ضبط نہ رہی۔ عبداللہ کے قدموں سے لپٹ گئیں اور رو رو کر کہنے لگیں ہائے میرے وارث تم نے بھی زینبؑ کو نہ پہچانا عبداللہ نے کہا ثانی زہرا میں کیسے پہچانتا۔ آپ کے سر کے بال سفید ہو گئے چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی ہیں کمر جھکی ہوئی ہے اس کے بعد عبداللہ کی خواہش پر زینبؑ نے حسین کی شجاعت و شہادت کے واقعات بیان کرنا شروع کئے کہ اثناء میں زینبؑ کے بازوؤں سے چادر ہٹ گئی عبداللہ یہ دیکھ کر تڑپ گئے اور کہا یہ بازوؤں پر رسیوں کا نشان کیسا ہے! زینبؑ نے کہا ہائے میرے وارث اشقیائے شام و کوفہ نے بھائی کو شہید کرنے کے بعد ان بازوؤں میں رسیاں باندھی تھی اور کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں سر برہنہ پھرایا تھا یہ سننا تھا کہ عبداللہ نے تلوار اٹھائی اور شام جانے کی تیاری کرنے لگے زینبؑ دوڑی ہوئی سید سجاد کے پاس آئیں اور کہا بیٹا سجاد جلدی چل کر اپنے پھوپھا کی خبر لو کہ وہ شام جانے کی تیاری کر رہے ہیں سید سجاد عبداللہ کے پاس آئے اور کہا پھوپھا شام کس لئے جا رہے ہیں کہا بیٹا سجاد عبداللہ کے جیتے جی علیؑ کی بیٹی کے بازو میں رسن باندھی جائے اور میں گھر بیٹھا رہوں میں جعفر طیارؓ جیسے بہادر کا بیٹا ہوں میں شام جاؤں گا اور یزید کا سر قلم کر دوں گا۔ سید سجاد نے عبداللہ کا بازو پکڑا اور کہا پھوپھا جان مصلحت پروردگار یہی ہے کہ آپ

صبر فرمائیں عبداللہ نے کہا بیٹا سجاد تم امام وقت ہو تمہاری بات ماننا ضروری ہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ بنت علیؑ کے بازوؤں میں رسن بندھ جائے اور عبداللہ گھر بیٹھا رہ جائے۔

نوحہ
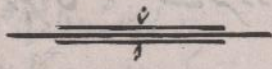
١
شام آئی سحر گئی اماں — اک قیامت گذر گئی اماں

٢
بولیں زینبؑ لحد پہ زہراؑ کی — ننگے سر در بدر گئی اماں

٣
کس زباں سے سنائے یہ دکھیا — ظلم امت جو کر گئی اماں

٤
میرے بازو بندھے رسی میں — میری چادر اتر گئی اماں

٥
خون کی اک ردا تھی مقتل میں — جس طرف بھی نظر گئی اماں

٦
رن میں گھوڑے سے جب گرے سرورؑ — نبض دوراں ٹھہر گئی اماں

٧
لوگ ہنستے تھے حال پر میرے — میں جدھر سے گذر گئی اماں

٨
میں تو بے چادری کے عالم میں — حق کا اعلان کر گئی اماں

٩
فوج خونخوار لیکے نیزے پر — میرے بھائی کا سر گئی اماں

١٠
ہو کے پامال گرم ریتی پر — لاشِ قاسمؑ بکھر گئی اماں

١١
ظلم سہہ سہہ کے قید خانے میں — بنت شبیرؑ مر گئی اماں

١٢
رو کے زینبؑ پکار کہتی تھی
کس لئے میں نہ مر گئی اماں

ختم شد

زیارت جناب زینب سلام اللہ علیہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ
نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا
بِنْتَ وَلِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ عَلِیِّنِ الْمُرْتَضٰی سَیِّدِ الْاَوْصِیَاءِ
وَالصِّدِّیْقِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَیِّدَةِ النِّسَاءِ
الْعٰلَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُخْتَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ اَجْمَعِیْنَ السَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا السَّیِّدَةُ الزَّکِیَّةُ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الدَّاعِیَةُ الْخَفِیَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا
التَّقِیَّةُ النَّقِیَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الرَّاضِیَةُ
الْمَرْضِیَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الْعَالِمَةُ الْغَیْرُ الْمُعَلَّمَةِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الْفَهِمِیَّةُ الْغَیْرُ الْمُفَهَّمَةِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الْمَظْلُوْمَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الْمَهْمُوْمَةُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الْمَغْمُوْمَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا
الصِّدِّیْقَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الْمَکْرُوْبَةُ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکِ اَیَّتُهَا الْمَاسُوْرَةُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُهَا
الصَّاحِبَةُ الْمُصِیْبَةِ الْعُظْمٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَیْنَبُ
الْکُبْرٰی وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

زیارت جناب زینب سلام اللہ علیہا

السلام علیک یا بنت رسول اللہ السلام علیک یا بنت [illegible]

[illegible]

سوال مکان باپ دادا کے وقت کے بنے ہیں جن کی کوئی معلومات نہیں خمس واجب ہے یا نہیں۔

جواب میراث کے مکان پر خمس واجب نہیں ہے

سوال باپ نے بیٹی کی شادی پر سونے کے زیورات لاکر بیٹی کو پہنائے شادی کے بعد یہ بیٹی لاولد فوت ہوئی باپ بھی فوت ہوا۔ لیکن بیٹی کے برادران اور شوہر زندہ ہیں بھائی دعویٰ کر رہے ہیں کہ سونے کے زیورات ہمارے باپ نے ہماری بہن کو ہبہ نہیں دیئے تھے لہذا ہمیں مرحوم بہن کے پاس جو زیورات تھے واپس کئے جانے چاہئیں شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ ان زیورات میں میرا بھی حصہ ہے کیونکہ وہ میری بیوی کے قبضے میں تھے جس سے ثابت ہے کہ وہ میری بیوی کی ملکیت ہے گذارش ہے کہ زیورات کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

جواب عام طور سے باپ بیٹی کو بطور ہبہ ہی دیتا ہے اس میں تحریر کی ضرورت نہیں ہوتی لہذا اس کے خلاف ثابت نہ ہو تو شوہر کو ½ ملنا چاہئے اس لئے کہ اولاد نہیں ہے

۲ **سوال** امام جماعت کے ذمہ اگر قضا نمازیں نہیں ہیں تو کیا شب قدر میں قضائے عمری نماز مومنین کو بجماعت پڑھا سکتا ہے اگر پڑھا سکتا ہے تو پیش نماز کی نیت کیا ہوگی؟

۳ **جواب** دوسرے کی طرف سے اجارہ کے طور پر بلا اجرت قضا نماز ادا کر سکتا ہے۔

۴ **سوال** جن لوگوں نے میت کو غسل دیا ہے وہ اپنے مس میت کے غسل سے پہلے تیمم کرکے میت کو کفن پہنا سکتے ہیں؟

۴ **جواب** تیمم کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ کفن پہنانے میں غسل کی شرط ہے بہتر ہے کہ ہاتھوں کو کہنیوں یا شانوں تک دھولے۔

۵ **سوال** اگر کوئی شخص سنتی روزہ کی حالت میں ظہر کے بعد کھانے پینے کے ذریعہ یا اپنی عورت سے جماع کے ذریعہ روزہ توڑ ڈالے تو اس کا حکم کیا ہے؟

۵ **جواب** سنتی روزہ کا توڑنا جائز ہے لہذا عمل میں کوئی حرج نہیں ہے صرف روزہ باقی نہ رہ سکے گا۔

۶ **سوال** اگر کوئی شخص جہالت کی بنا پر تمام نمازیں خاموشی سے پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

۶ **جواب** جہالت کی بنا پر یا بھول کر ایسا کر دیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن علم کے بعد قصداً مخالفت کی ہے تو نماز باطل ہے۔

۷ **سوال** روزہ کی حالت میں رگ کے ذریعہ انجکشن لگا دیا جائے تو روزہ کا کیا حال ہوگا؟

۷ **جواب** روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا انجکشن کھانے پینے میں نہیں ہے مگر یہ کہ انجکشن کے ذریعہ غذا براہ راست معدہ میں پہونچائی جائے تو یہ بات روزہ شکن ثابت ہوگی۔

۸ **سوال** شہادت کے لئے داڑھی شرط ہے کیا شہادت نامہ پر داڑھی منڈانے والا گواہ ہو سکتا ہے؟

۸ **جواب** دونوں شہادتوں میں فرق واضح ہے۔ ورنہ داڑھی منڈانے والے کا اشہد ان لا الہ الا اللہ بھی غیر معتبر ہو جاتا

۹ **سوال** اپنے ملک ہندوستان کے بینک میں سات سالہ روپیہ ڈال کر دوگنا ہوتا ہے اس کا فائدہ جائز ہوگا یا نہیں

۹ **جواب** کافر بینک کا سود بالکل جائز ہے

۱۰ **سوال** جو انسان نماز کا منکر ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۱۰ **جواب** کافر اور نجس ہے

۱۱ **سوال** آیا ولد الزنا اعمال صالحہ بجالانے کے بعد جنت میں جا سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں جا سکتا تو کیوں؟ جبکہ اس معاملے میں خطا اس کی نہیں ہے۔

۱۱ **جواب** بعض علماء کے نزدیک ولد الزنا سے مراد دشمن اہلبیتؑ ہے اور اس کا جہنم میں جانا یقینی ہے اس کے علاوہ بھی خطا کار ہونے یا نہ ہونے سے جنت میں جانے یا نہ جانے کا مسئلہ مکمل طور پر مربوط نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی خطا نہ بھی ہو اور

جنّت کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر رکھا جائے کہ جنّت طہارت کا مرکز ہے ۔
(ولد الزنا اگر محبِّ اہلبیتؑ اور مومن ہے تو انشاء اللہ اس کی جگہ اعراف بھی ہو سکتی ہے (مصنف)

۱۲ **سوال** خرگوش حلال گوشت ہے یا حرام ؟

۱۲ **جواب** حلال نہیں ہے ۔

۱۳ **سوال** ایک شخص انتقال کر گیا اس کے اوپر قضا نمازیں ہیں اور یہ معلوم ہے کہ باپ کی قضا نمازیں بڑے بیٹے پر واجب ہے بڑا بیٹا کسی مجبوری کے تحت نہیں بجالا سکتا کیا چھوٹا فرزند بجالا سکتا ہے یا نہیں ؟

۱۲ **جواب** چھوٹے فرزند پر واجب نہیں ہے ادا کر دے تو بہترین کارِ خیر اور عظیم ترین سعادتمندی ہے ۔

۱۴ **سوال** آیا مسافر اول وقت میں نماز قصر پڑھ سکتا ہے جبکہ اسے یقین ہو کہ وہ آخر وقت تک اپنے وطن پہنچ جائیگا

۱۴ **جواب** کوئی حرج نہیں ہے (بلکہ اول وقت قصر بہتر ہے تمام پڑھ نے سے)

۱۵ **سوال** سنا ہے کہ پان کے ساتھ الگ سے چونا کھانا حرام ہے کیا یہ صحیح ہے ؟

۱۵ **جواب** اگر چونہ مٹی ہے تو مٹی کھانا حرام ہے (پان وغیرہ کے مسالحہ میں چونا مخلوط ہو جانے پر مٹی کا کھانا نہیں کہہ سکتے

۱۶ **سوال** نماز نافلہ میں جہری اور اخفاتی کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ نہیں ؟

۱۶ **جواب** بہتر ہے کہ دن کے نوافل آہستہ اور رات کے بلند آواز سے پڑھے

۱۷ **سوال** مسجد میں بے نمازی کا نہانا یا پیشاب یا کوئی کام کرنا کیسا ہے ؟

۱۷ **جواب** مسجد کی چیزیں صرف نمازیوں کے لئے ہوتی ہیں لہذا بے نمازی کا استعمال کرنا حرام ہے ۔

۱۸ **سوال** بے نمازی کو سلام کرنا کیسا ہے ؟

۱۸ **جواب** حرام نہیں ہے البتہ اس کے بے نمازی ہونے سے بیزاری کا اظہار ضروری ہے ۔

۱۹ **سوال** نہر یا دریا میں نہائیں اور وہ کپڑا جس کو پہن کر نہا رہے ہیں نجس ہو جائے تو ان کو اتار کر نچوڑنا پڑے گا بغیر نچوڑے پاک نہ ہوں گے کیا یہ صحیح ہے ؟

۱۹ **جواب** آب رواں سے طہارت کرنے میں نچوڑنا ضروری نہیں ہے (بظاہر کھلی جگہ ہینڈ پائپ وغیرہ سے نہانے میں طہارت ناممکن ہو سکتی ہے کہ نچوڑنا ناممکن ہے ۔ (مصنف)

۲۰ **سوال** اگر کوئی شخص جماعت سے صرف دو تین قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو کر فرادی نماز پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے اس کی نماز درست ہے یا نہیں ؟

۲۰ **جواب** نماز درست ہے لیکن امام جماعت کی توہین ہوتی ہو تو ایسے عمل سے پرہیز کرنا چاہئے ۔

۲۱ **سوال** عورت کے نماز پڑھنے کے درمیان اگر کوئی نامحرم وہاں سے گذر جائے اور اس کی نگاہ عورت پر بھی پڑی

ہے تو کیا ایسی حالت میں نیت توڑی جاسکتی ہے؟

۲۱ جواب نیت توڑنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ نامحرم سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

۲۲ سوال کچھ عورتوں کا کہنا ہے کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہو تو اس وقت نکاح جائز نہیں ہے۔ علماء دین اسمیں کیا فرماتے ہیں؟

۲۲ جواب کوئی حرج نہیں ہے صرف مباشرت حرام ہے۔ (والبتہ طلاق میں حیض و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔ مصنف)

۲۳ سوال کیا عورت سے غسل حیض سے قبل یا مرد غسل جنابت کئے بغیر دوبارہ عورت سے مباشرت کرسکتا ہے؟

۲۳ جواب خون کے رک جانے کے بعد مباشرت جائز ہے یہی حال حالت جنابت کا ہے کہ اسمیں بھی دوبارہ مباشرت جائز ہے۔

۲۴ سوال سجدۂ قرآنی میں کیا پڑھنا بہتر و افضل ہے؟

۲۴ جواب نماز کے سجدے کا ذکر بھی مستحب ہے۔ افضل۔ سجدت لک یارب تعبداً و رقاً لا مستکبراً عن عبادتک ولا مستنکفاً ولا مستعظماً بل انا عبد ذلیل خائف مستجیر ہے۔

۲۵ سوال ایک مرد مومن پابند صوم وصلوٰۃ تھا وہ بیمار ہو گیا اور بیماری میں فاطر العقل ہو گیا اور اسی حالت میں

کچھ عرصہ بعد انتقال کر گیا آیا ایسے شخص کی قضا نمازیں اور روزے اس کے فرزند اکبر پر ادا کرنا ضروری ہیں یا نہیں؟

۲۵ جواب جنون کی حالت میں ترک ہونے والی نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے۔

۲۶ سوال کیا بالغ کی موجودگی میں مسجد میں نابالغ اذان کہہ سکتا ہے

۲۶ جواب نابالغ اذان کہہ سکتا ہے لیکن جماعت کے لئے یہ اذان کافی نہ ہوگی۔

۲۷ سوال بچہ کا پیشاب پاک ہے یا نہیں اور ہے تو کب تک؟

۲۷ جواب دودھ پیتے بچے کا پیشاب صرف پانی چھڑکنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

۲۸ سوال غسل جنابت بذات خود مستحب ہے لیکن نماز کے لئے واجب ہوتا ہے نام کا مسلمان جو نماز نہیں پڑھتا وہ کیا نیت کرے

۲۸ جواب اگر مسلمان صرف غسل کی حد تک مسلمان ہے تو بہ نیت قربت غسل کرے گا

۲۹ سوال نماز کے بعد مصافحہ کرنے کا کیا مقصد ہے دیکھا گیا ہے کہ محرم کا چاند نظر آیا لوگ مصافحہ کرنا بند کر دیتے ہیں۔ عاشور محرم کو سلام علیک کرنا کیسا ہے کیا اس دن سلام کیا جاسکتا ہے؟

۲۹ جواب مصافحہ کی روایات میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ کسی دن یا کسی مہینہ میں نہ کیا جائے اور نہ اس کا خوشی اور مسرت سے کوئی تعلق ہے البتہ کسی مقام پر اس سے مسرت کا اظہار ہوتا

ہو تو اجتناب ضروری ہے ۔ یہی حال سلام کرنے کا ہے کہ اس میں حرمت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔

۳۰ **سوال** حالت جنابت میں جو کپڑے پسینہ سے تر ہوں کیا وہ بھی نجس ہوں گے اور ان کپڑوں میں نماز نہیں پڑھ سکتا؟

۳۰ **جواب** اگر جنابت حرام ہے تو ان کپڑوں میں نماز نہیں ہو سکتی ہے ورنہ کپڑا پاک ہے اور نماز بھی ہو سکتی ہے ۔

۳۱ **سوال** جس شادی میں ناچ گانا ہو کیا اس کا کھانا حرام ہے؟

۳۱ **جواب** نہی عن المنکر کے عنوان سے بائیکاٹ کرنا چاہئے ۔

۳۲ **سوال** دفن کے بعد کیا رو بقبلہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے

۳۲ **جواب** ضروری نہیں ہے ۔ بہتر ہے ۔

۳۳ **سوال** کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ جو شخص سلام کا امیدوار ہو اس سے اس وقت تک کلام نہ کرو جب تک خود سلام نہ کرے؟

۳۳ **جواب** اخلاقی اعتبار سے مغرور افراد کے ساتھ اس طرح کے جوابی برتاؤ کی تعلیم موجود ہے ۔

۳۴ **سوال** نماز میت کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

۳۴ **جواب** تاکہ لوگ اس کی سفارش کر سکیں اور اس کے حق میں دعا کر سکیں وہ آج سے زیادہ کسی وقت بھی دعا اور شفاعت کا محتاج نہیں تھا ۔ اب بالکل بے بس ہو گیا ہے ۔

۳۵ **سوال** غسل میت کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

۳۵ **جواب** مرتے وقت اس پر طرح طرح کی کیفیتیں طاری ہوتی ہیں مرنے کے بعد ملائکہ سے ملاقات کرنا ہے ۔ اور رب العلمین

کے حضور حاضر ہونا ہے اس لئے اسے پاک و پاکیزہ بنا کر دنیا سے بھیجا گیا ہے ۔

۳۶ **سوال** غسل مسِ میت کا حکم کیوں ہے؟

۳۶ **جواب** موت کے بعض اثرات زندوں تک منتقل ہو جاتے ہیں ان سے تحفظ کا بہترین راستہ غسل مس میت ہے ۔

۳۷ **سوال** انسان کے علاوہ دوسرے مردوں کو مس کرنے میں غسل کیوں نہیں ہے؟

۳۷ **جواب** ان کے جسم پر وہ بال و پر اون وغیرہ رہتے ہیں جن کے مس کرنے میں کوئی خرابی نہیں ہے انسان کا جسم سادہ ہوتا ہے لہذا اثرات کے منتقل ہونے کا خطرہ رہتا ہے ۔

۳۸ **سوال** نماز میت بغیر وضو کے کس طرح ہو جاتی ہے؟

۳۸ **جواب** یہ نماز صرف دعا ہے جس میں رکوع و سجود نہیں اور دعا ہر حال میں ہو سکتی ہے ۔

۳۹ **سوال** جب اپنا لڑکا یا لڑکی حدِ بلوغ تک پہونچ جائے اور روزہ نماز اس پر واجب ہو جائے تو کیا کسی مصلحت کے تحت اس کے واجب ارکان میں باپ دخل اندازی کر سکتا ہے؟ آیا روزہ جو بہت سخت ہے اس سے باز رکھ سکتا ہے؟ وضاحت کریں ۔

۳۹ **جواب** احکام شریعت میں کسی کو مداخلت کرنے کا حق نہیں ہے ۔

۴۰ **سوال** سورۂ توبہ میں بسم اللہ پڑھنا حرام ہے لیکن اسمیں

کفار پر غضب کا ہی ذکر نہیں ہے مدح رسولؐ و امیر المومنینؑ
اور مدح مومنین میں بھی آیتیں ہیں تو کیا ان آیتوں پر
بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں؟

۴۰ **جواب** بسم اللہ جزو سورہ نہیں ہے اس کی تلاوت حرام نہیں ہے
لہذا آیت مدح کے ساتھ بطور آغاز تلاوت بسم اللہ کہنے
میں کوئی حرمت نہیں ہے۔

۴۱ **سوال** حالت جنابت میں مسجد میں جانا حرام ہے۔ مسجد میں حمام ہے
وہاں غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

۴۱ **جواب** مسجد میں داخلہ حرام ہے۔ لیکن حمام حدود مسجد سے بہر حال
باہر ہوتا ہے۔ مسجد حمام نہیں بن سکتی بطور راستہ کے گذرنے
میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۴۲ **سوال** کیا وہ شخص (مولوی، عالم، ملا) لائق امامت ہے جس نے بالغ ہونے
کے بعد ایک دفعہ بھی گناہ کبیرہ کیا ہو جبکہ باقی شرائط موجود ہیں

۴۲ **جواب** توبہ کرنے کے بعد عدالت واپس آجاتی ہے۔ اور امامت
کر سکتا ہے۔

۴۳ **سوال** لاٹری کے ٹکٹ کا خریدنا یا بیچنا حرام ہے یا حلال؟

۴۳ **جواب** لاٹری کے ٹکٹ کا کاروبار جائز نہیں ہے ایک طرح کا جوا ہے
(مزید تفصیلات توضیح المسائل میں دیکھئے، مصنف)

۴۴ **سوال** کیا بے نمازی اور بے صوم نجس ہے اگر نجس ہیں تو غیر مسلموں کی
طرح ان پر بھی گیلا ہاتھ چھو جانے سے ہاتھ نجس ہوتا ہے؟

۴۴ بے نمازی گنہ گار ضرور ہے لیکن نجس نہیں ہے اسے کافر باعتبار

شدت گناہ کہا گیا ہے نہ باعتبار نجاست۔

۴۵ **سوال** آج کل زیادہ تر چیزیں اقسام سبزی، مکھن وغیرہ کاغذ کی
برنجی میں لپٹے ہوتے ہیں اور سیل بھی نہیں ہوتے اور اکثر چیزوں
پر کمپنی کا پتہ بھی صاف ہوتا ہے جو غیر مسلم ہے صریحاً بیان فرما
دیں جائز نہ جائز اشکال مباح کراہت؟

۴۵ **جواب** سیل کی شرط نہیں ہے۔ اگر کافر کے چھونے کا علم نہیں ہے تو پاک
ہے۔

۴۶ **سوال** بچہ یا بچی کو کتنی مدت تک ماں کا دودھ دینا چاہئے؟

۴۶ **جواب** صرف دو برس تک۔

۴۷ **سوال** بچوں کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لئے مقابلہ رکھنا اور ان
میں انعامات دینا شرعی طور پر کیا حیثیت رکھتا ہے؟

۴۷ **جواب** کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۸ **سوال** کیا بوہری (جو صرف چھ اماموں کو مانتے ہیں) ان کے ساتھ تجارت
یا ان کے ہاتھ کا کھانا یا ان کے ساتھ رہنا بیٹھنا جائز ہے؟
ان سے ہاتھ ملانے کے بعد ہاتھ کو دھونا ضروری ہے کیا؟

۴۸ **جواب** عام طور سے ایسے افراد کا نجس ہونا ثابت نہیں ہے۔ لیکن اگر
کسی بھی امام کو برا بھلا کہتے ہیں تو نجس ہیں۔

۴۹ **سوال** غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں کیا کہا جائے؟

۴۹ **جواب** اگر تقیہ کی صورت نہیں ہے تو جواب کی کوئی ضرورت نہیں ورنہ
صرف سلام یا صرف علیک پر اکتفا کرے

۵۰ **سوال** کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ ۷۸۶ لکھنا درست ہے؟

۵۰ **جواب** کوئی حرج نہیں ہے لیکن بسم اللہ کی برکت اعداد سے حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

۵۱ **سوال** روزے کی حالت میں سر میں تیل وغیرہ لگانے کا کیا حکم ہے؟

۵۱ **جواب** کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۲ **سوال** جماعت سے اتصال قائم رہنے کا کیا مطلب ہے کیا دیوار وغیرہ کے حائل ہونے سے اتصال پر کوئی فرق نہیں آتا۔

۵۲ **جواب** اگر داہنے بائیں سے اتصال قائم ہے تو کوئی حرج نہیں ہے

۵۳ **سوال** لوڈو، تاش۔ کیرم بورڈ۔ شطرنج۔ کرکٹ۔ ہاکی۔ فٹ بال والی بال۔ ان میں سے کون کون سے کھیل جائز ہیں؟

۵۳ **جواب** جن کھیلوں میں پیسے کی شرط نہیں ہے وہ جائز ہے۔ شطرنج بہر حال حرام ہے۔

۵۴ **سوال** اگر کسی مقام پر کاروباری مومنین کی بستی ہے اور عام طور پر ان کا کاروبار نماز کے وقت چلتا ہے تو ایسے مقام پر پیش نماز کے لئے نماز طول دینا شرعاً زیب دیتا ہے یا نہیں

۵۴ **جواب** مناسب یہی ہے کہ نماز میں اختصار سے کام لے اور صرف واجبات پر اکتفا کرے تاکہ مومنین زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو سکیں اور ثواب جماعت سے محروم نہ ہوں

۵۵ **سوال** ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تحریری طلاق دیدیا طلاق نامہ عورت کے پاس ہے لیکن کسی نے صیغۂ طلاق جاری نہیں کیا تو ماہ گذر گئے عورت نے ایک دوسرے شخص سے شادی کر لی۔ کیا جائز ہو سکتا ہے؟ یہ بھی فرمائیں کہ پہلے مرد سے اب کوئی

رشتہ رہ گیا یا نہیں۔

۵۵ **جواب** عقد ثانی غلط ہے۔ عورت اپنے پہلے شوہر کی زوجہ ہے جبتک باقاعدہ صیغۂ طلاق جاری نہ کیا جائے۔

۵۶ **سوال** اگر غسل کا وقت نہ ہو تو حالت نجاست میں نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں۔

۵۶ **جواب** تیمم بہر حال ضروری ہے۔

۵۷ **سوال** نماز کا وقت اگر چلا بھی جائے اور جلوس عزا کو وقتی طور سے چند لمحات کے لئے بھی نہ روکنا شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے

۵۷ **جواب** جلوس روکنے کی ضرورت نہیں ہے متفرق طور پر نماز ادا کی جا سکتی ہے لیکن نماز کا ادا کرنا بہر حال فرض ہے

۵۸ **سوال** جو سال میں ایک وقت کی نماز پڑھتا ہو اس کو کھانا کھلانا بھی ستر نبیوں کے قتل کرنے کے برابر ہے؟

۵۸ **جواب** ایک دو نمازیں پڑھ لینے سے انسان تارک الصلوٰۃ کے عنوان سے نہیں بچ سکتا ہے

۵۹ **سوال** ریڈیو۔ ٹیلی ویژن، وی، سی، آر وغیرہ کی مرمت کو ذریعۂ معاش بنانا جائز ہے یا نہیں؟

۵۹ **جواب** اگر ریڈیو، ٹیلی ویژن، وی، سی، آر کا جائز مصرف ہے تو اس کی مرمت میں کوئی اشکال نہیں ہے البتہ حرام پروگرام لٹ کرنے کے لئے بھی جائز نہیں ہے

۶۰ **سوال** غصبی لباس کسے کہتے ہیں؟

۶۰ **جواب** وہ لباس کہ جس میں کسی کا حق شامل ہو اور وہ ادا نہ کیا

گیا ہو اور اسی رقم سے وہ کپڑا خریدا جائے تو غصبی ہے

۶۱ سوال بغیر خمس نکالے ہوئے روپے سے کپڑا خرید کر نماز کا لباس بنانا کیسا ہے؟

۶۱ جواب خود وہ روپیہ جس کا خمس نہ نکالا گیا ہے یا اس کی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے۔ اس سے لباس خریدے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو غصبی لباس کا ہوتا ہے (یعنی نماز باطل ہے)

۶۲ سوال عالم مسافرت میں اگر بھوک پیاس لگے اور پاک آب و غذا دستیاب نہ ہو سکے تو کیا نجس کھانا اور غذا استعمال کر سکتے ہیں؟

۶۲ جواب نجس کھانا پینا حرام ہے اس صورت میں پاک بسکٹ فروٹ وغیرہ سے کام چلائیں اگر نہ کھانے پینے سے جان کا خطرہ ہو تو بالکل اضطراری صورت میں مختصر کھالیں جس سے جان بچ جائے۔

۶۳ سوال ناجائز تعلقات کے چند دنوں بعد عقد پڑھ دیا جائے بعد میں یہ شک ہو کہ جو نطفہ ٹھہرا ہے وہ عقد کے پہلے کا ہے تو ایسی صورت میں بچے کو حلال زادہ یا حرام زادہ کیا سمجھا جائے اس طرح ناجائز تعلقات سے کسی عورت کو حمل ٹھہر جائے اور چند ماہ بعد وہ عورت اسی مرد سے عقد کرے تو کیا عقد صحیح ہو گا اور جو بچہ پیدا ہو گا وہ حلال زادہ ہو گا یا حرام زادہ ہو گا؟

۶۳ جواب ناجائز تعلقات کے بعد عقد سے پہلے استبرا ہونا چاہیے

اور استبراء کا مطلب یہ ہے کہ پینتالیس دن عورت مرد سے دور رہے تاکہ معلوم ہو کہ کوئی حمل حرام سے ہوا یا نہیں۔ استبراء کے بعد رحم حرام نطفہ سے پاک ہو جائیگا پھر عقد اور جماع ہو سکتا ہے اس صورت میں شک کا سوال ہی نہ رہے گا اگر ناجائز تعلقات سے حمل ہوا تو بچہ حرام زادہ ہو گا چاہے حمل کے بعد عقد کیوں نہ ہوا ہو۔

۶۴ سوال داڑھی رکھ کر منڈوا دینا از روئے شریعت کیسا ہے؟

۶۴ جواب داڑھی منڈوانا بر بنائے احتیاط وجوبی حرام ہے مگر سخت مجبوری کی حالت میں جیسے جان و مال اور آبرو کا شدید خطرہ ہو تو منڈوا سکتے ہیں

۶۵ سوال ایک شخص اتنا مستطیع ہے کہ ایک ہی سال میں سارا کنبہ حج کر سکتا ہے۔ مگر نہیں کرتا۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ اگر گنہ گار ہوا تو آخرت میں اس کی کیا سزا ہے؟

۶۵ جواب مسلمان جو حج کے لئے جا سکتا ہے اور نہیں گیا اور تاخیر کرتے کرتے مر گیا۔ تو روایت کے مطابق یہودی یا نصرانی کی موت مرے گا۔

۶۶ سوال آج کل ٹی۔وی فلم گھروں میں شوق سے دیکھی جاتی ہے یہ حرکت عوام اور صاحب محراب و منبر کے گھروں میں یکساں طور پر ہو رہی ہے تو عوام اور صاحب محراب و منبر کا مواخذہ یکساں رہے گا یا دونوں میں کوئی فرق رہیگا

۶۶ جواب فلم جسمیں نامحرم عورت یا لہو ولعب کی میوزک، مخرّب اخلاق حرکتیں دیکھنا حرام ہے؛ البتہ ہر انسان کی ذمہ داری کے حساب سے گناہ کی خدمت ہوگی۔

۶۷ سوال کیا اوقاف کی آمدنی بچاکر بلا مقصد بینکوں میں جمع کرنا درست ہے؟۔

۶۷ جواب اوقاف کی آمدنی وقف نامہ اور منشائے واقف کے مطابق ہی استعمال کرنا چاہئے اس کے خلاف اوقاف کی آمدنی کا استعمال حرام ہے۔

۶۸ سوال ماہ محرم میں چھاتی سے اور سر سے خون نکالتے ہیں تو خون نجس ہے اور اس کا نکالنا کیسا ہے؟

۶۸ جواب اہلبیتؑ کی محبت میں جس طرح کا بھی ماتم ہوتا ہے ثواب اور بڑا ثواب ہے چاہے سمجھ میں آئے یا نہیں

۶۹ سوال کیا منگنی کے بعد لڑکے لڑکی ساتھ گھوم سکتے ہیں؟

۶۹ جواب یہ فعل حرام ہے جب تک نکاح نہیں ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں۔

۷۰ سوال امام ضامن کی رقم محتاج کو دینا یا اس سے کوئی چیز خرید کر نذر دلانا بہتر ہے:

۷۰ جواب امام ضامن کی رقم کسی بھی دینی کام میں صرف کرنا بہتر ہے۔

۷۱ سوال کیا نوحہ، سلام، قصیدہ وغیرہ گانا کی طرز اور دھن پر پڑھ سکتے ہیں،

۷۱ جواب وہ آواز اور طرز جو لہو ولعب کی محافل کے ساتھ مخصوص ہے وہ غنا ہے اور حرام ہے اگر یہ نوحہ یا مجلس امام حسین علیہ السلام یا قرآن کو اسی طرز کے ساتھ جو غنا ہے پڑھے تو بھی حرام ہے۔ البتہ صرف اچھی آواز اور خوش الحانی سے کہ جس سے غنا (گانا) نہ بنے۔ جائز ہے۔

۷۲ سوال شرع میں وطن کی تعریف کیا ہے۔

جواب جب کسی انسان کی کسی جگہ پر کوئی ملک وجائیداد ہو اور چھ ماہ اس ملک وجائیداد میں رہ بھی چکا ہو تو وہ جگہ اس کا وطن ہوگا۔

ختم شد

فرمودات معصومینؑ

حضرت محمد مصطفےٰ نے فرمایا

۱ دولتمند وہ شخص نہیں کہ جس کے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہو بلکہ دولتمند وہ ہے کہ جو لالچ میں مبتلا نہ ہو۔

۲ لوگوں سے اس طرح ملو کہ جب تک زندہ رہو لوگ تمہارے پاس آنا پسند کریں اور جب تم مرجاؤ تو تم کو یاد کر کے آنسو بہائیں۔

۳ بہترین نیکی لوگوں میں اتحاد قائم کرنا ہے۔

۴ افسوس ہے اس انسان پر کہ جس کی مدح و ثنا صرف اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے کی جاتی ہے۔

۵ خدا کی لعنت ہے ایسے ماں باپ پر کہ جو اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہ کرے اپنے عاق ہونے کا خود سبب بنتے ہیں۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا

۱ زوجہ جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے گی گویا اس نے خدا کا

حق بھی ادا نہیں کیا

۲ وہ لوگ کہ جو خود غرض اور گرفتارِ ہوس ہیں وہ معاشرہ کے لئے ذلت و رسوائی کا سبب ہیں

۳ وہ عورت جو اپنے شوہر کو اذیت دے تو خدا اس عورت کے نیک کاموں کو قبول نہ کرے گا۔

۴ جو عورت پابند نماز ہو اور جب گھر سے نکلے تو شوہر سے اجازت لے اور شوہر کا کہنا مانے تو خدا اس عورت کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

۵ والدین کی خدمت و اطاعت عذاب سے محفوظ رکھتی ہے

حضرت علیؑ نے فرمایا

۱ جو اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری کرے گا خدا اس کی بہت سی حاجتوں کو پورا کرے گا

۲ تین چیزوں میں کوئی شرمندگی نہیں ۱۔ مہمان کی خدمت کرنا ۲۔ استاد اور باپ کے لئے اپنی جگہ سے اٹھنا ۳۔ اپنے حق کو مانگنا۔

۳ جو شخص تمہاری خامیوں اور غلطیوں پر تم کو متوجہ کرے وہی تمہارا دوست ہے اور جو غلطیوں کو چھپائے وہ تمہارا دشمن ہے۔

۴ کسی کو مصیبت اور بلا میں گھرا دیکھ کر خوش نہ ہو کہ خدا جانے آئندہ تمہارا کیا حشر ہو۔

۵ بروں کی تعریف کرنا بہت بڑا گناہ ہے

حضرت امام حسنؑ نے فرمایا

۱ جو شخص حرام طریقے سے دولت جمع کرتا ہے خدا اسے بہت جلد فقیری اور بے کسی میں مبتلا کرتا ہے۔

۲ جس نے ناجائز اور غلط طریقے سے مال جمع کیا وہ مال غلط جگہوں پر اور اچانک حادثات میں صرف ہوتا ہے

(خمس نہ نکالنا بھی غلط طریقے سے مال جمع کرنے کے حکم میں ہے (مصنف))

۳ گناہگاروں کو ناامید اور مایوس مت کرو اس لئے بہت سے گناہگار ایسے گذرے ہیں کہ جن کا انجام اور عاقبت بخیر ہوئی ہے۔

۴ حاسد کو لذت، کنجوس کو آرام۔ اور بدکار کو عزت تمام لوگوں سے کم ملتی ہے۔

۵ جب تم برے کاموں سے پریشان رہو اور نیک کاموں سے خوش حال رہو تو سمجھ لو کہ تم مومن ہو۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا۔

۱ کسی تجارت میں حرام چیزوں کا استعمال نہ کرو کہ وہ برائی اور بربادی کا سبب ہے۔

۲ بہت سی ایسی جلد ختم ہو جانے والی لذتیں ہیں کہ جن کے نتیجے میں ہمیشہ کا رنج و افسوس مقدر بن جاتا ہے۔

۳ جب تم خود ہی گناہوں اور برائیوں سے آلودہ ہو تو نہی عن المنکر تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔

۴ لوگوں کا اپنی جائز ضروریات کے لئے تمہارے پاس آنا اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس لئے انھیں ٹھکراؤ نہیں۔

۵ اپنی ضروریات صرف تین طرح کے لوگوں سے بیان کرو ۱۔ دیندار ۲۔ رحم دل ۳۔ شریف۔

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا

۱ سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کی باتیں تمہارے علم کو زیادہ کرے اور تم کو نیک کاموں کی طرف دعوت دے

۲ قرض سے بچو اس لئے کہ قرض رات میں افسوس کا سبب بنتا ہے اور دن میں رسوائی کا سبب بنتا ہے۔

۳ تم چاہے جتنا دولت والے ہو جاؤ اور طاقت کے مالک بن جاؤ مگر اپنے خاندان اور قوم کے محتاج رہو گے۔

۴ آخری زمانے میں جو چیز سب سے کم ملے گی وہ سچا دوست اور حلال آمدنی ہے۔ (خمس نہ نکالنے سے بھی حلال آمدنی حرام آمدنی بن جاتی ہے (مصنف)

۵ کیا کہنا اس شخص کا جو حاضر لذتوں کو غائب نعمتوں کی خاطر چھوڑ دے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا

۱ قرض کم کرو تاکہ آزاد رہو اور گناہ کم کرو تاکہ موت میں آسانی ہو

۲ سب سے برا وہ شخص ہے جو اپنے کو خود اچھا سمجھے اور کہے۔

۳ اپنے دوست کے دشمنوں سے دوستی نہ کرو ورنہ اپنے دوست کو گنوا دو گے۔

۴ صلۂ رحمی (یعنی اپنے قرابداروں اور رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ) گھروں کی آبادی اور عمر کی زیادتی کا سبب ہے۔

۵ جب کوئی مرتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کیا چھوڑا لیکن فرشتے پوچھتے ہیں کیا بھیجا ہے!۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا

۱ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ایسے کام مت کرو جو خدا کو ناپسند ہوں

۲ اگر تم آج اپنے کسی بھائی کی مدد کرو گے تو کل ہزاروں لوگ تمہاری مدد کریں گے۔

۳ اپنے والدین سے نیکی کرو تاکہ تمہاری اولاد تم سے نیکی کرے (نیکی کا حکم والدین کے مرنے کے بعد بھی متعلق ہے (مصنف)

۴ جس نے لالچ کو اپنا پیشہ اور معمول بنا لیا اس نے خود ہی اپنے کو ذلیل کر لیا۔

۵ جس طرح زیادہ پانی سے سبزہ پژمردہ ہو جاتا ہے اسی طرح زیادہ کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا

۱ جو شخص بد اخلاق اور غصہ ور ہے گویا اس نے اپنے آپ کو مستقل ایک عذاب

میں مبتلا کر رکھا ہے ۔

۲ جو شخص موقع بے موقع اپنی پریشانیاں لوگوں سے بیان کرتا ہے وہ خود اپنے کو ذلیل کرتا ہے ۔

۲ خدا کاہل اور سست انسان کو پسند نہیں کرتا ۔

۴ سات سال کی عمر کے بچوں کو نماز کے لئے تیار کرو اور ساتویں سال ان کے بستر الگ کر دو ۔

۵ جب تم کسی کے عیب کو بیان کرنا چاہو تو پہلے اپنے عیب سوچ لیا کرو

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا

۱ کسی بھی کام کے لئے نماز کا اوّل وقت نہ چھوڑو

۲ خاندان والوں سے ہمیشہ تعلقات باقی رکھو چاہے صرف سلام ہی سے ہو

۳ ماں باپ کو ناراض کرنے سے عمر کم ہو جاتی ہے ۔

۴ مجھے وہ دستر خوان پسند نہیں جس پر سبزی نہ ہو۔

۵ عالم مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے اور جاہل زندگی ہی میں مردہ ہے

حضرت امام محمد تقیؑ نے فرمایا

۱ آپس میں اتحاد قائم کرنے کے لئے جھوٹ بھی بولا جا سکتا ہے ۔

۲ اگر کسی کو کوئی چیز نہیں معلوم ہے تو معلوم کرنے میں شرم محسوس نہ کرے

اس لئے کہ ہر انسان کی قیمت و عظمت اس کی معلومات پر ہے ۔

۲ اللہ کی راہ میں کام کرتے وقت لوگوں کے لعن و طعن کی پرواہ مت کرو

۴ سب سے بڑا ظلم وہ ہے کہ جو انسان اپنے اعزا اور افربا پر کرے

۵ جب سنتی کام واجب کام میں رکاوٹ کا سبب بن جائیں تو سنت کو چھوڑ دو ۔

حضرت امام علی نقیؑ نے فرمایا

۱ نیک کام حادثاتی موت سے بچاتے ہیں

۲ جو شخص صرف اپنی عقل پر بھروسہ کرے اور مشورہ نہ کرے اس سے غلطی ہو سکتی ہے ۔

۳ جو شخص زمانے سے تجربہ حاصل کرتا ہے وہ دنیا والوں کے دھوکے میں نہیں آتا ۔

۴ اولاد جب اپنے ماں باپ کو محبت کی نظروں سے دیکھے تو عبادت ہے

۵ جسکی نگاہیں دوسرے کی دولت کی طرف ہوتی ہے اسے غم اور افسوس زیادہ کرنا پڑتا ہے

حضرت امام حسنؑ عسکری نے فرمایا

۱ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مومن بھائی سے ۳ دن سے زیادہ غصہ کی وجہ سے میل ملاپ نہ رکھے ۔

۲ اپنی دولت سے اپنی عزت و آبرو بچاؤ
۳ پڑوسیوں سے اچھے برتاؤ رکھو
۴ اسی کا خیال رکھو کہ تمہارے ساتھ بیٹھنے والے نیک لوگ ہوں اور تمہارے دوست پرہیز گار ہوں۔
۵ جو حق کو چھوڑ دیتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔

حضرت امام زمانہؑ نے فرمایا۔

۱ جو لوگ ہمارا مال (خمس) خلط ملط کیئے ہوئے ہیں اور کھاتے ہیں گویا آگ سے اپنے پیٹ کو بھرتے ہیں۔
۲ ہم تمہاری خبر گیری سے غافل نہیں ہیں اور نہ تمہاری یاد کو اپنے دل سے نکال سکتے ہیں۔
۳ نماز شیطان کو رسوا کرتی ہے نماز پڑھ کر شیطان کو رسوا کرو
۴ ملعون ہے وہ شخص جو نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرے کہ سارے خوب نکل آئیں۔
۵ ہر وہ کام کرو جو تم کو ہم سے نزدیک کرے اور ہر اس عمل بد سے بچو کہ جو ہمارے لئے بار خاطر اور ناراضگی کا سبب ہو۔

ختم شد

نوٹ ۔ باغ فدک کا مسودہ غائب ہو گیا اس لئے شامل اشاعت نہ ہو سکا۔ (مصنف)